

شرح حدیث افک

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاک اسنی کا سند

صدیقہ بنت صدیق (رضی اللہ عنہا)

تیری پاکیزگی پر نطقِ فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی، عافیت بخشی فضیلت دی

اگر تیری سحر پر وراوا پر داغ آجاتا
خدا کا انتخاب فیصلہ مخدوش کہلاتا
خداے لم یزل کا بار بار تجھ پر سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ادب سے تیرا نام آیا

رسول اللہ نے رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا
فقط فرشتی نہیں عویشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بد میں پایا
اے پرچم بنا کر مخبر صادق نے لہرایا

تیرا حجرہ این خاص ہے ذات رسالت کا
باط ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغِ جنت کا

اسی میں رحمۃ للعالمین بستے تھے بستے ہیں
تیرا خبرہ ہے جس کو گنبدِ خضریٰ کہتے ہیں

اسی سے شر کے دن سرور کو نین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اٹھیں گے مع شیخین اٹھیں گے

شفاعت کی تیرے رحمت کدہ سے ابتدا ہوگی
اسی پر استوں کی مغفرت کی انتہا ہوگی

امام اہلسنت سیدنا علی المرتضیٰ فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا :

بنت صدیق آلامِ جان نبی
اس حسیم برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۃ نور جن کی گواہ
ان کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش حصہ سوم)

نوٹ: بعض اشعارِ گستاخانہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی طرف از حدائقِ حصہ سوم
منسوب ہیں وہ آپ پر افتراء ہے۔ تحقیق کے لئے دیکھئے قادی منظر ہی۔
یاد رہے کہ حدائقِ بخشش حصہ سوم اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ کسی ناشر نے
آپ کے نام سے اس حصہ کو شائع کیا۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
فقیر اویسی غفرلہ ہر سال دورہ تفسیر میں بحث افک علماء کرام کو لکھاتا۔ اس سال کوئٹہ بلوچستان میں یہ بحث کچھ طویل ہو گئی اس لئے اے قلمبند کر کے اس کا نام "شرح حدیث افک" رکھ دیا لیکن یہ شرح شارحانہ، محدثانہ، مفسرانہ حیثیت سے نہیں بلکہ مناظرانہ ہے جب کہ اس میں مندرجہ ذیل ابحاث شامل کر دیئے گئے ہیں۔

- ① حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکرین کے اوہام باطلہ کی تردید۔
 - ② خواجه کے وہ اعتراضات جو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر وارد کئے گئے ہیں ان کے تفصیلی جوابات۔
 - ③ روافض کے وہ خدشات جو ام المؤمنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر کئے ان کے مختصر جوابات لکھ دیئے ہیں۔
- آخر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس بہتان میں شامل کرنے والوں کے خیالات کا بھی ازالہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فقیر بے نوا اور اونی گناہ آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ معمولی کوہنر نویسی قبول فرمائے

آمین

صدیقہ بنت صدیق (رضی اللہ عنہا) (تعارف)

السلام اے مادرِ مؤمنان السلام
السلام اے بنت صدیق السلام
السلام اے زوجہ ختمِ مسلمان السلام

نام: عائشہ

کنیت: اُمّ عبد اللہ

لقب: صدیقہ، حمیدہ

والد محترم: افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر

والدہ محترمہ: زینب

کنیت: اُمّ رومان

ولادت: بعثت نبوی سے پانچ برس قبل

عقد نبوی: مکہ میں نو سال کی عمر میں

خصتی: مدینہ میں ۱۲ سال کی عمر میں

وفات: ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ

آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی جانب سے سات اور والدہ محترمہ کی جانب سے گیارہ واسطوں سے پیغمبرِ مبعوث صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

آپ ان برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر و شک کی آواز نہیں سنی، خود فرماتی ہیں:

جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا رہوش سب بھالا ان کو مسلمان پایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہ کا

حضور علیہ السلام سے عقد جب وصال ہوا تو حضور علیہ السلام کو مبرا غم لاحق ہوا آپ نے

اس سال کو عام الحزن قرار دیا۔ یہ امر واقع ہے کہ وفات شازیوی کی رحلت سے ایک دفعہ گھر کا

سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے خدیجہ کی وفاداری کھلے پوشیدہ نہیں ان دنوں میں حضور

علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کیا کہ جب مکہ میں آپ کو خدا کا رسول کہنا بہت بڑا جرم گردانا جاتا تھا۔

لاکھوں سلام ہیں حضرت خدیجہ پر کہ انہوں نے ہر قسم کی قربانی دے کر اسلام کی دولت حاصل کی۔

وہ خوش قسمت اور سعادت مند خاتون ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے آقاؐ سے نامہ وصلی اللہ

علیہ وسلم کا اقرار کیا ایسی خاتون کہ جس نے اس وقت آپ کو جو صلہ دیا جب دنیا میں آپ کو جو صلہ

دالا کوئی نہ تھا اس کا دنیا سے چلا جانا واقعی آپ کے لئے بہت بھاری صلہ تھا آپ اس حادثہ

کی وجہ سے بالعموم افسردہ خاطر رہتے تھے بعض صحابہ نے آپ کو متعز ثانی کا شورہ دیا آپ نے

صحابہ کے اس شورہ کے پیش نظر اپنے رفیق خاص سیدنا صدیق اکبر کو ان کی سخت جگر سیدہ عائشہ

کے لئے پیغام دیا۔ اللہ اللہ آج اس خطاب نبوی کی تعبیر سامنے آرہی ہے کہ جس میں جبریل ابن

آتماؑ حضور کو ایک لٹھی پکڑے ہیں سیدہ عائشہ کی تصویر پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر نے عرض کی افلاہ الی وائی میں تو آپ کا بھائی ہوں اور عائشہ

آپ کی بھینجی۔

آپ سکرائے۔ فرمایا ابوبکر تو میرا دینی بھائی ہے۔ حضرت ابوبکر نے جب یہ بات سنی تو

تیار ہو گئے۔

رخصتی حضور علیہ السلام سے مکہ میں آپ کا نکاح ہوا کچھ عرصہ آپ اپنے یکے رہیں پھر

کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ دہوا کی تبدیلی کے پیش نظر آپ بیمار ہو گئیں۔

پاری کے سبب آپ کافی کمزور ہو گئیں جب آپ صحت یاب ہوئیں تو سہ ماہ میں آپ کی رخصتی کا

انتظام کیا گیا۔ پانچ سو درہم حق ہر ادا کیا گیا۔ سیدہ صدیقہ کا حضور علیہ السلام سے نکاح ماہ شوال

میں ہوا اور رخصتی بھی ماہ شوال میں ہوئی۔ عرب میں ایک مرتبہ ماہ شوال میں طاعون کی بیماری پھیلی

تھی اس وقت سے عرب میں بنے والے باشندے اس بہتے کو منحوس سمجھتے تھے حضرت

صدیقہ کے اس ماہ میں نکاح اور رخصتی کی وجہ سے لوگ بھی شادیاں کرنے لگے اس طرح قدیم تر

میں دستور تھا کہ نہ بولے بھائی کی ٹرکی سے شادی جاتے نہیں سمجھتے تھے حالانکہ اس کی کوئی اصل

نہیں تھی حضور علیہ السلام اور سیدنا ابوبکر کا بچپن ہی سے آپس میں پیار تھا اس شادی نے اس

مصنوعی پابندی کا خاتمہ کر دیا۔

نصف صدی تک عالم اسلام کو منور کرنے کے بعد ماہ رمضان المبارک ۵۷ھ

وفات میں آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں نماز وتر کے بعد اپنی جان خالق کے سپرد کر دی۔

نماز جنازہ میں اس قدر مجبور تھا کہ کسی دوسرے جنازہ میں نہ دیکھا گیا۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ نے

پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دیگر امہات المومنین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سیدہ ام سلمہ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا۔

”عائشہ کے لئے جنت واجب ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے

پیاری بیوی تھیں۔“

ابن عمرؓ نے فرمایا۔

”جس جس کی وہ ماں تھیں اسی کو ان کا غم تھا۔“

ابن عباس نے فرمایا،

”خدا نے احکام تیمم کی سہولت آپ کی بدولت عطا فرمائی اور آپ کی شان میں قرآنی آیات کا نزول ہوا یہ آیتیں ہر محراب و مسجد میں تلاوت کی جاتی ہیں۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ کے انفرادی مناقب اتنے ان گنت ہیں فضائل و مناقب : کہ ان کا شمار شکل ہے ان میں چند فضائل اپنی نوعیت کے اعتبار سے

مفرد ہیں جن سے سیدہ صدیقہ کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

آیات واقعات : ان الذین جاءوا بالاذك عصبه منك ولا تحسبوا شراً

لکم بل هو خیر لکم (النور ۱۱)

”جے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اُسے اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔“

(ف) یہ آیت اور اس سے اگلی آیات صرف ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی پاک دامن عظمت اور عزت و وقار کے تحفظ کے لئے نازل ہوئی تھیں آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے کہ کمرش سے خداوند کریم نے ان کی پاک دامن کا اعلان فرمایا یہ اتنا بڑا اعزاز ہے جو تاریخ عالم میں کسی کو نصیب نہیں ہوا بقول مفسر قرآن حضرت ابن عباس کہ،

”آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل ہوئیں جو ہر محراب و منبر میں شب و روز تلاوت کی جاتی ہیں۔“

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

(ف) واقعہ انک حضرت عائشہ صدیقہ کی زندگی کا بڑا اہم واقعہ ہے مفسرین و محدثین نے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰ سالہ میں غزوہ بنی المصطلق کے لئے تشریف لے گئے۔ امہات المؤمنین میں سے عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ پرے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ غزوہ سے فراغت کے بعد واپسی پر سیدہ صدیقہ قضا کے حاجت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں آپ کا مار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں دیر ہو گئی۔ قافلہ جا چکا تھا حضرت عائشہ کے جمال نے یہ سمجھ کر کہ حضرت عائشہ ہرج (کچادہ) میں سوار ہو گئی ہیں، چل پڑا۔

قافلہ اپنی جگہ سے جا چکا تھا آپ اس جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں۔ بیٹھے بیٹھے کاغذ لکھ رہے تھے اور آپ چادر اوڑھ کر سو گئیں۔

حضرت صفوان بن مہشل بن کیڑی تھی کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں تاکہ قافلہ والوں کی گری پڑی چیز کو سنبھال لیں آپ صبح صادق کے قریب وہاں پہنچے دیکھا کوئی آدمی سوراہے قریب کٹے تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ ہیں۔ حضرت صفوان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا ان کی آواز سے حضرت عائشہ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے چہرہ ڈھانپ لیا حضرت صفوان نے اونٹ قریب لاکر بٹھا دیا آپ ہرج (کچادہ) میں سوار ہو گئیں حضرت صفوان اونٹ کی نیل پکڑ کر پیادہ پا چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا حبش الفطرت، منافق اور دشمن رسول تھا اس کو موقع ہوا

لگا۔ اس واقعہ کی آڑ میں حضور علیہ السلام کے گھرانے کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ سفر سے واپس آکر سیدہ صدیقہ گھر کے کام کاج میں لگ گئیں انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ منافقین نے ان کے پاس سے کیا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کچھ سفر کی تھکا دھنٹ تھی اور کچھ منافقین کی بے ہودگی کا اثر، ادھر حضور علیہ السلام کا

بات سنی تھی آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف نہیں لائے تھے ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا عائشہ تمہارے پاس میں یہ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں اگر تم بری ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بری کر دیں گے اور اگر تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہے تو اللہ سے توبہ و استغفار کرو وہ یقیناً معاف فرمائے گا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنا کلام پورا فرما چکے تو میرے آنسو خش ہو گئے میں نے اپنے آبا سے عرض کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں، پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا تو انہوں نے بھی عذر کیا آخر کار میں نے خود حضور علیہ السلام کو جواب دیا۔ سیدہ صدیقہ نے جو کچھ پیغمبر دو عالم سے عرض کیا وہ بڑا ہی عاقلانہ اور فاضلانہ جواب تھا آپ نے عرض کیا :-

”بھئی مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگوں نے اس بات کو سنا اور سنتے رہے یہاں تک کہ آپ لوگوں کے دل میں بیٹھ گئی اور آپ لوگوں نے عملاً اس کی تصدیق کر دی اب اگر میں یہ کہتی ہوں کہ میں اس سے بری ہوں جیسا کہ اللہ جانتا ہے کہ واقعی میں بری ہوں تو آپ میری تصدیق نہ کریں گے اور اگر میں ایسے کام کا اعتراف کروں جس سے میرا بری ہونا اللہ تعالیٰ جانتے تو آپ میری بات لیں گے والدہ اب اپنے اور آپ کے معاملہ کی کوئی مثال مجھ سے اس کے نہیں پاتی جو یوسف کے والد یوسف علیہ السلام نے اپنے اپنے بیٹوں کی غلط بات سن کر فرمائی تھی کہ میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ سے اس معاملہ میں مدد طلب کرتا ہوں جو تم بیان کر رہے ہو۔“

حضرت عائشہ اتنی بات کر کے الگ بستر پر جا کر لیٹ گئیں اور فرمایا کہ جیسا کہ میں نے فی الواقع بری ہوں اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار بذریعہ وحی ضرور فرمادیں گے۔ لیکن یہ

وہ لطف و کرم نہ تھا جو پہلے ہوا تھا کیونکہ آپ تک بھی یہ بات پہنچ گئی تھی حضرت عائشہ نے ان حالات کے پیش نظر آپ سے اجازت لی اور اپنے میکے چلی گئیں مقصد یہ تھا کہ اس سلسلہ میں والدین سے شورہ مٹوں حضرت عائشہ کے میکے جانے کے بعد پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر اس قصہ کی تحقیق فرمائی، جس سے بھی آپ نے دریافت فرمایا اُسی نے بھی عائشہ کی پاک داسی کی گواہی دی سیدنا فاروق اعظم نے تو کمال ہی کر دیا حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ عائشہ سے آپ نے نکاح اپنی مرضی سے کیا تھا یا خدائی حکم تھا۔ رحمتِ دو عالم نے جواب دیا کہ عمر! پیغمبر کا کوئی کام اشارہ خداوندی کے بغیر نہیں ہوتا۔ فاروق اعظم کی زبان سے بے ساختہ سبحانک ہذا بہتان عظیم نکلا۔

حضرت عمر نے دربار رسالت میں جوں ہی عائشہ کی پاک داسی بیان کی، خداوند کریم نے فوراً بذریعہ جبریل امین حضرت عمر کی اس بات کی توثیق فرمادی۔ اس واقعہ کی تحقیق کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ :-

”میرے گھر والوں کے معاملہ میں عبد اللہ بن ابی کی ذات سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے ادھر بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے اس اور خیر کے قبائل کا آپس میں الجھنے کا خطرہ پیدا ہو گیا آپ نے دونوں قبیلوں کو ٹھنڈا کیا اور خاموش ہو گئے۔“

حضرت عائشہ پر ان چیمکیوں کا بڑا اثر تھا۔ آپ مسلسل رو رہی تھیں آپ کے والدین کوڑا تھا کہیں اسی رونے کی وجہ سے عائشہ کا کلیجہ نہ بھٹ جائے حضور علیہ السلام نے جب یہ

بات میرے وہم و گمان میں نہ تھی کہ میرے معاملہ میں قرآن کی آیات نازل ہوں گی جو ہمیشہ تلاوت کی جاویں گی۔

صدقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ اور میرے والدین ابھی مجلس سے نہیں اٹھے تھے کہ آپ پردہ کی کیفیت طاری ہو گئی اس کیفیت کے ختم ہونے پر آپ ہنستے ہوئے اٹھے اور فرمایا اُبَشِّرِي يَا عَائِشَةُ اِمَّا اللّٰهُ فَقَدْ اَبْرَأَكَ | اے عائشہ خوش خبری سنو اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔

یہ سنکر حضرت عائشہ نے فرمایا میں اس معاملہ میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے بری فرمادیا۔ (ہم نے یہ روایت عربی مع ترجمہ آگے چل کر لکھ دی ہے)

منافقین کے جھوٹ کی گلی کھل گئی حضرت عائشہ کی پاک داسی کی گواہی خود خداوند کریم نے دی اور تاقیام قیامت پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والے ادبائش لوگوں کے واسطے حد مقرر فرمادی جس کو شرعی اصطلاح میں حد قذف کہا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حد قذف جاری فرمائی۔ عبد اللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوسری حد جاری کوسھر گئی (ف) علامہ بیضاوی نے لکھا ہے کہ اگر آپسے قرآن میں تلاش کیا جائے تو کسی کے لئے کوئی وسیع اتنی سخت نازل نہیں ہوئی جتنی حضرت عائشہ پر تہمت تراشنے والوں کے حق میں نازل ہوئی، چار اشخاص کی چار کے ذریعے سے برأت کی گئی۔

① یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے گھر کے ایک فرد جبکہ ایک شہادت کی وجہ سے۔

② موسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی تہمت سے اس پتھر کے ذریعے جو آپ کے کپڑے

لے بھاگاتھا۔

③ سیدہ مریم کو انہی کے بچے (عیسیٰ) کی شہادت کی وجہ سے

۴ سیدہ عائشہ کو ان مذکورہ آیات کے ذریعے

علامہ بیضاوی نے سب جانک ہذا بہتان عظیم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کی پاک داسی کا اظہار اتنی مؤکد مبارتوں میں محض منصب رسول کی عظمت بیان کرنے اور آپ کے مرتبے کو بالا اور اعلیٰ بنانے کے لئے کیا گیا۔ لے

قاضی شمس اللہ پانی پتی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ، اس سے اللہ اور اللہ کے رسول کی نظر میں حضرت عائشہ کی عظمت و شان کا اظہار مقصود ہے۔ لے

مفسرین نے والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت اولئک مہرؤن مما یقولون لہم مغفرۃ ودرق کریم (النور ۱۲۶) کے تحت لکھا ہے کہ،

”گندے کلمات جیسے کلمہ کفر، جھوٹ، صحابہ اور اہل بیت کو بُرا کہنا، پاک دامن عورتوں پر زنا کا بہتان تراشنا اور اس جیسی دوسری باتیں ناپاک آدمیوں جیسے عبد بن ابی وغیرہ کے لئے ہی جاتی ہیں۔ وہی ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں پاک لوگ ایسا کلام زبان سے نہیں نکال سکتے گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندے عورتوں کے لئے، پاک مرد پاک عورتوں کے لئے، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں۔“

حضرت عائشہ پاک ہیں اس لئے اللہ نے ان کو اپنے رسول کی زوجیت کے لئے منتخب فرمایا اماں عائشہ افترا پر دازوں کی الزام تراشیوں سے پاک ہیں۔ اگر عائشہ پاک نہ ہوتیں تو

رسول اللہ کی بیوی بننے کی اہل نہ ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

”اللہ کو ناپسند ہے کہ میں سوائے جنتی کے کسی اور سے نکاح کروں“

تیمم کا حکم، جس طرح اللہ رب العزت نے حضرت صدیق کی وجہ سے قیامت تک کے لئے عورتوں کی عزت و حرمت کی حفاظت کے واسطے ایک ضابطہ مقرر فرمایا ہے اسی طرح آپ کی وجہ سے خداوند کریم نے امت محمدیہ کو ایک اور سہولت عطا فرمائی، وہ یہ کہ ایک اور سفر میں آپ کا یہی بارگم ہو گیا اس بار حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کو فوراً خبر کر دی۔ قافلہ آگے بڑھنے سے رک گیا۔ صحابہ کرام آپ کا ہاتھ تلاش کرنے لگے۔ اس مقام پر پانی کا نام نہ تھا۔

تک نہ تھا فجر کی نماز کا وقت آگیا۔ لوگ پریشان ہو کر حضرت ابوبکر کی خدمت میں آئے، حضرت ابوبکر غصہ کی حالت میں حضرت عائشہ کے پاس گئے اور فرمایا عائشہ! تو روز روز کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کر دیتی ہے۔ حضور علیہ السلام حضرت عائشہ کی گود میں آرام فرما رہے تھے حضرت ابوبکر کی آواز کی وجہ سے آنکھ کھل گئی اور تیمم کا حکم اس طرح نازل ہوا۔

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
بِمَعِينِ طَيِّبًا (ماۃ ۶) | تیمم کر لیا کرو۔

یہ خوشخبری سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور لوگ حضرت عائشہ کو عائشہ

حضرت اسید بن حضیر نقیب رسول نے فرمایا،
”اے ابوبکر کی بیٹی! اسلام میں یہ تیری پہلی برکت ہے۔“ (بخاری)
حضرت ابوبکر نے تیمم کا حکم سن کر فرمایا کہ،
”بیٹی مجھے خبر نہ تھی کہ تو بابرکت ہے کہ تیرے ذیل اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہت بڑی سہولت عطا فرمادی۔“

حضور علیہ السلام کے گھر میں دو دو مہینے تک آگ نہیں جلتی تھی آپ کی ازواج واقعہ ایلا مطہرات بڑے بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں۔ جب فتوحات کا دارالرسین ہوا تو

ایک دن تمام بیویوں نے اپنے کھانے اور کپڑے میں اضافے کی درخواست کی، حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا تو آپ حضرت عائشہ سے ناراض ہوئے آپ نے جواب دیا ”اباجان! آپ نکر نہ کریں میں حضور علیہ السلام کو زحمت نہیں دوں گا“ ازواج مطہرات اپنے مطالبے پر قائم رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز ہو کر ایک ماہ کے لئے تمام بیویوں سے علیحدہ رہنے کا حکم کر لیا۔ چوں ہی انیس دن گزے، آپ سب سے پہلے سیدہ صدیقہ کے حجرے میں تشریف لے گئے حضرت صدیقہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ایک مہینہ کا عہد فرمایا تھا ابھی تو انیس دن ہوئے ہیں۔ آپ نے مکر کر جواب دیا ”عائشہ! مہینہ کبھی انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس موقع پر سورہ احزاب کی آیات نازل ہوئیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے زخمت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک بختوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔“

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جوں ہی یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ نے اس کے اظہار و اعلان کی ابتداء مجھ سے فرمائی اور آیات سننے سے پہلے فرمایا کہ عائشہ اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ سیدہ فواقی ہیں کہ آنحضرت کی یہ خاص نظر عنایت تھی کہ مجھے والدین سے مشورہ کے بغیر اظہار رائے سے منع فرمایا۔ میں نے جب یہ آیت سنی تو فوراً عرض کیا کہ میں اس معاملہ میں والدین سے مشورہ لینے جاؤں؟ میں اللہ اور رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ سیدہ عائشہ کے اس جواب کے بعد تمام ازواج مطہرات نے آپ کو یہی جواب دیا کہ ہم دنیا کی فراخی کو حضور کو حضور کی زوجیت کے مقابلے میں رد کرتے

خصوصیات عائشہ رضی اللہ عنہا: ان خصوصی واقعات کے علاوہ اور بھی بہت سی حضرت عائشہ کو نصیب ہوئیں جن پر حضرت عائشہ کو ناز تھا۔

جب میں نے سیدہ خولہؓ کے کرناج تک کی عورتوں کی تاریخ کا جائزہ لیا تو جو خصوصیات مجھے آتاں عائشہ میں ملیں وہ دنیا کے کسی بڑی سے بڑی عورت کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔

① صرف آپ کا نکاح حضور علیہ السلام سے کنواری حیثیت میں ہوا۔

② جبریل ابن نے آپ کو سلام کہا۔

③ عائشہ کے بستر رجب حضور تھے تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔

④ وفات کے وقت آنحضرت کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔

⑤ آپ نے آخری وقت میں حضور کو اپنے دانتوں سے مسواک چبا کر دیا۔

⑥ آپ کا حجرہ رسولؐ کی مدفن بنا۔

⑦ آپ سے مغفرت اور رزق کریم مطافرمانے کا وعدہ ہوا۔

⑧ آپ رسولؐ کی خلیفہ اول کی صاحبزادی تھیں۔

⑨ آپ صدیقہ طاہرہ تھیں۔

⑩ صحابیات اور امہات المؤمنین میں سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

⑪ روایات حدیث میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔

⑫ آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔

⑬ آپ کے فرمودات شریعت اسلامیہ کے اندر مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

⑭ آپ کے وجود مسعود کی برکت سے عورتوں کے لئے ہدایات اور رہنمائی کا ذخیرہ مسائل کی شکل میں منتقل ہوا۔

⑮ جنگ بدر میں آپ کے دو پٹے کا حضور علیہ السلام نے پر پرچم بنایا۔

⑮ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جلیل القدر صحابہ آپ سے ارشادات رسول کی تشریحات دریافت کرتے تھے۔

⑯ آپ کے خصوصی شاگردوں کی تعداد دو سو ہے۔

سیدہ صدیقہ، سیدہ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں!

① حضرت ام سلمہ کو آپ نے فرمایا: تم خدا کی مجھ پر کسی بیوی کی خواب گاہ میں وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہ کے۔

② سیدہ فاطمہ کو آپ نے فرمایا: اے بیٹی! جس سے میں محبت کروں کیا تم اُس سے محبت نہیں کرو گی؟ حضرت فاطمہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”پھر تم بھی عائشہ سے محبت کرو“

③ حضرت عمر بن العاص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! آپ نے عرض کی کہ حضورؐ میری راد مردوں میں ہے۔ آپ نے یسکر فرمایا: کہ عائشہ کا باپ ابو بکر ہے۔

④ عائشہ کو عورتوں میں اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے شریک کو بانی کھانوں پر

① آپ کو اطلاع ملی کہ دو آدمیوں نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں عائشہ کی شان میں گستاخی کی ہے آپ نے ان دونوں کو طلب کر کے سو سو دروں کی سزا دی۔

② عائشہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کی زوجہ ہیں۔

①۔ اگر تمام مردوں کا علم ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور اس کے ساتھ امہات علمی تمام مطہرات کا علم بھی شامل کر دیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم ان کے

محبوبی علم سے زیادہ نکلے گا (امام زہریؒ)

۲ شرافت نسب کے اعتبار سے حضرت فاطمہ الزہراءؑ سب سے افضل ہیں۔ نسبت اسلام کے لحاظ سے حضرت خدیجہ الکبریٰ سب سے بزرگ ہیں۔ لیکن اگر علمی کمالات، دینی خدمات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کی نشر و اشاعت کی فضیلت کا تعلق سے ہوتو ان میں صدیقہ کبریٰ سے افضل کوئی نہیں ہو سکتا۔

علامہ عینی نے شرح بخاری میں یہاں ایک طویل بحث لکھی ہے جس کا خلاصہ ہم نے اوپر عرض کر دیا۔

آخری گزارش: فقیر نے شرح حدیث میں صرف اس اعتراض پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی صفائی

کا علم نہ تھا متعدد جلیل دلائل سے اثبات کیا: (۱) حدیث بخاری ۱۸ قواعد اصل حدیث (۲) فضالدین ازہری کی تصدیحات (۳) قرآنی آیات (۴) حلیل القدر صحابی و صحابیات کے بیانات (۵) قواعد اسلام (۶) امام جلال الدین سیوطی، صاحب روح المعانی اور حاجی امداد اللہ دو دیگر اکابر امت کی تصدیحات (۷) مخالفین کے جملہ اعتراضات کے مستند جوابات (۸) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مروی روایات سے مترشح (۹) اور ان کے جوابات (۱۰) روافض کے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراضات کے جوابات (۱۱) حضرت عثمان کی برأت۔

ناظرین اگر انصاف سے کتاب کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ فقیر کو دعاؤں سے نوازیں گے

آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحث

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہمارے عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ انک یتیمہ از نزول آیات قرآنیہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامن کا علم تھا بخلاف مخالفین کے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو قبل از نزول آیات کچھ خبر نہ تھی انکی عبارات ملاحظہ ہوں جو اہل القرآن ص ۸۲ باب چہارم اشعار

قصہ عائشہ کا نہیں تجھ کو یاد کہ جب انک والوں نے کیا تصافد
بنی نے صحابہ سے شور مچایا مجزوحی حق کے نہ عقہ کھلا
صدیق فاروق و عثمان علی کیٹی کے مبروں سے کیوں رائے لی
اگر غیب دان ہوتے وہ پاکباز نہ کرتے کیٹی میں وہ ترک و تار

اور ص ۸۱ پر لکھا کہ

”اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور نبی غیب جانے کی طاقت اور قذف عائشہ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی۔“

مودودی کی بھڑاس

جس طرح دیوبندیوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلم ثابت کرنے میں بی حد انک کو دلیل بنایا ہے ایسے ہی مودودی نے بغض نبوت میں اپنی بھڑاس نکالی ہے چنانچہ حدیث انک پر طویل تبصرہ کے بعد لکھا کہ

”مزید برآں اس میں خیر کا پہلو یہ بھی تھا کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح

معلوم ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب وان نہیں ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ
 وہی کچھ جانتے ہیں اس کے سوا آپ کا علم اتنا ہی کچھ ہے جتنا ایک بشر کا ہر
 کتاب ہے۔ ایک مہینے تک آپ حضرت عائشہ کے منائے میں سخت
 پریشان رہے کبھی خادمہ سے پوچھتے تھے کبھی ازواج مطہرات سے کبھی حضرت
 علی سے اور کبھی حضرت اسامہ سے آخر کار حضرت عائشہ سے فرمایا
 کہ اگر تم نے یہ گناہ کیا ہے تو توبہ کرو اور نہیں کیا تو امید ہے کہ اللہ
 تمہارے بے گناہی ثابت کر دے گا۔ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو یہ پریشانی
 کیوں اور یہ پوچھ گچھ اور یہ تلقین توبہ کیوں ہوتی البتہ جب وحی خداوندی نے
 حقیقت بتادی تو آپ کو وہ علم حاصل ہو گیا جو مہینہ بھر تک حاصل نہ تھا اس
 طرح اللہ تعالیٰ نے براہ راست تجربے اور شاہدے کے ذریعے سے مسلمانوں
 کو اس غلو اور مبالغے سے بچانے کا انتظام فرمادیا جس میں عقیدت کا اندھا جوش
 بالعموم اپنے پیشواؤں کے معاملہ میں لوگوں کو مبتلا کر دیتا ہے بعید نہیں کہ مہینہ بھر
 وحی نہ بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کے پیش نظر یہ بھی ایک مصلحت ہی ہوا اول روز
 ہی وحی آجاتی توبہ فائدہ حاصل نہ ہو سکتا۔ (تفہیم القرآن ج ۳ تحت آیت الفک پارہ

نوٹ) جرات سے پہلے اصل حدیث ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان ینزع اقرع
 بین ازواجہ فایتھن خوج سہمہا خوج بہا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم مع قالت عائشۃ فاقرع بیننا فی غزوۃ غزاها
 فخرج سہمہا فخرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما

نزل الحجاب فانا حمل فی ہودجی وانزل فیہ فسرنا حتی اذا
 فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غزوۃ تذلک وقفل ودنونا
 من المدینۃ قافلین اذن لیلۃ بالرحیل فقضیت حین اذلوا
 بالرحیل فغشیت حتی جاوزت الجیش فلما قضیت شافی
 اقبلت الی رحلی فاذا عقدی من جزع طفا وقد انقطع فالتہمت
 عقدی وجسئی ابتغاؤا واقبل الرہط الذین کانوا یرحلون
 لی فاحتملوا ہودجی فرجلوا علی بعیر ہی الذی کنت رکبت و
 ہم محیبون انی فیہ وکان النساء اذ ذاک خفا فالمریثقلہن
 اللحم انما اکل العلقۃ من الطعام فلم یستنکروا القوم خفۃ الہودج
 حین رفوۃ وکنت ساریۃ حدیثۃ السن فبعضوا الحمل وساروا
 فوجدت عقدی بعد ما استمر الجیش فبعت منازلہم ولیس
 بہاداع ولا محیب فامثمت منزلی الذی کنت بہ وطننت اللحم
 سیفقد فی فیرجعون الی فبیتنا انا جالسۃ فی منزلی
 غلبتی علی ذمت وکان صفوان بن المعطل السلسی ثم
 الذکوانی من وراء الجیش فاذلج فاصبح عند منزلی فرائی سواد
 انسان ناکم فانا فی معرفتہ حین رانی وکان یرانی قبل الحجاب
 فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخرت وجهہ یجلبالی
 واللہ ما یکلمنی کلمۃ ولا سہوت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ
 حتی انا خراجلۃ فوطی علی یدینہا فکتبہا فانطلق ہو فی الرحلۃ
 حتی اتینا الجیش بعد ما نزلوا من عزیں فی نحر الظہیرۃ

فهذه من هلك وكان الذي قولى الاقلم عبد الله بن ابي
ابن السلول فقدمنا المدينة فاشتكت حين قدمت شهر
والناس يفيضون في قول اصحاب الافك

ولا شعر بشئ من ذلك وهو يرييني في جمعي
الى الاعرف من رسول الله صلى الله عليه وسلم اللطف الذي
كنت ارى حين اشتكى انما يدخل على رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيسلم ثم يقول كيف تكم ثم ينصرف فذلك الذي
يريني ولا اشعر بالشئ حتى خرجت بعدما تقهت فخرجت معي
امر مسطح قبل المناصع وهو متبدنا وكنا لا نخرج الا ليلا الى ليل
وذلك قبل ان نتخذ الكنف قريبا من بيوتنا واهلنا امر العرب
الاول في التبرز قبل الذالك فلما تاذى الكنف ان نتخذها
عند بيوتنا فانطلقت انا وامر مسطح وهي ابنة ابي رهم بن عبد مناف
وامه ابنت صخر بن عامر خالة ابي بكر الصديق وابنها مسطح بن
اثانة فاقبلت انا وامر مسطح قبل بيتي قد فرغنا من شأننا
فعثرا امر مسطح في مرطها فقالت تعس مسطح فقلت لها بشر
ما قلت تسبين رجلا شهد بدارا قالت اى هناء اولم
تسهي ما قال قلت وما قال قالت كذا وكذا فاخبرني بقول
اهل الافك فازددت مرضا على مرضي فلما رجعت

الى بيتي ودخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
كيف تكم فقلت اتا ذن لي ان اتى ابوي قالت وانا حينئذ

اريد ان استيقن الخبر من قبلهما قالت فاذن لي رسول الله
صلى الله عليه وسلم فجيئت ابوي فقلت لا مئ يا امته
ما يتحدث الناس قالت يا بنية هو في عليك فوالله لقل
ما كانت امرأة قط وضيئة عند رجل يجدها ولها ضرائر
الاكثرن عليها قالت فقلت سبحان الله اولقد تحدث لنا
بهذا قالت فبكيت تلك الليلة حتى اصبحت لا يرقا لي
دمع ولا التحل ينوم حتى اصبحت ابكي فندع رسول الله صلى
الله عليه وسلم على بن ابي طالب واسامة بن زيد حين
استنبلت الوحى ليستا مرهاني فراق اهله قالت فاما اسامة
بن زيد فاسأرا على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالذي
يعلم من براءة اهله وبالذي يعرف لهم للمحر في نفسه من الود
فقال يا رسول الله اهلك وما تعلم الاخير او اما على بن ابي طالب
فقال يا رسول الله لم يضيئ الله عليك والنساء سواها
كثير وان تسأل الجارية تصدقك قالت فندع رسول الله
صلى الله عليه وسلم بريئة فقال اى بريئة هل رايت من شئ
يرسيك قالت بريئة والذي بعثك بالحق ان رايت عليها امرا
اغمصه عليها اكثر من انها جارية حديثه السن تمام عن عجين
اهلها فتاتي الداجن فاكله فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاستغفر يومئذ من عبد الله بن ابي ابن سلول قالت فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على المنبر يا معشر المسلمين

من يذرف من رجل قد بلغني اذا في اهل بيتي فوالله ما
علمت من اهل الاخير اول قد ذكر وارجل ما علمت عليه
الاخير او ما كان يدخل على اهل الامى فقام سعد بن معاذ
الانصارى فقال يا رسول الله انا اعذر من كان من الاول
فربت عنق وان كان من اخواننا من الخرج امرتنا ففعلنا امر
قالت قام سعد بن عباد وهو سيد الخرج وكان من ذلك
رجلا صالحا ولكن احتملت المهيبة فقال لسعد كذبت فمر الله
لنقلنه فانك منافق تجادل عن المنافقين فتنازل لحيان الاول
والخرج حتى هموا ان يقتلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم
قام على المنبر فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يخففهم
حتى سكروا وسكت قالت فمكثت يومى ذلك لا يرقاى ومع ولا
الكل بنوم قالت فاصبح ابواى عندي وقد بكيت ليلتين و
يوما لا اكل بنوم ولا يرقاى ومع يظنان ان البكاء فاق كبدى
قالت فبينما هاجالسان عندي وانا ابكى فاستأذنت على ام ابي
من الانصار فاذنت لها فجلست يتكى معى قالت فبينما نحن على ذلك
دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جلس قالت ولم
يجلس عندي منذ قيل لى ما قيل قبلها وقد لبث شهر الا وحمى اليه
فى شائى قالت فتشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جلس
ثم قال اما بعد يا عائشة فانه قد بلغنى عنك كذا كذا افان
كنت برؤية قسيبريك الله وان كنت الممت بدنك فاستغفرى

الله وتولى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه ثم تاب الى الله تاب
الله عليه قالت فلما قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم مقالة
قلص ومضى حتى ما احسن منه قطرة فقلت لابي احب رسول الله
صلى الله عليه وسلم فيما قال قال والله ما ادرى ما اقول لرسول الله
صلى الله عليه وسلم فقلت لامي اجيبى رسول الله صلى الله
عليه وسلم قالت ما ادرى ما اقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم
قالت فقلت وانا جارية حديثه السن لا اقرأ كثيرا من القرآن
انى والله لقد علمت لقد سمعت هذا الحديث حتى استقر فى
انفسكم وصدقتم به فلمن قلت لكم انى لبرية والله يعلم
انى لبرية لا تصدقونى بذلك ولئن اعترفت لكم بما والله
يعلم انى منه لبرية لتصدقننى والله ما اجد لكم مثلا الا قول
ابى يوسف قال فصر جميل والله المستعان على ما تصفون
قالت ثم تحولت فاضطجعت على فراشى قالت وانا حينئذ
اعلم انى لبرية وان الله مبرئى ببراءتى ولكن والله ما كنت
اظن ان الله ينزل فى شائى وحيائى ولشائى فى نفسى كان احقر
من ان يتكلم الله فى بام تلى ولكن كنت ارجو ان يرى رسول الله صلى
عليه وسلم فى النوم رؤيا يبرئنى الله بها قالت فوالله ما قام
رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا خرج احد من اهل البيت حتى
انزل عليه فاخذ لا ما كان ياخذ من البراء حتى انه ليحتمد منه
مثل الحبان من العرق وهو فى يوم شات من ثقل القول الذى ينزل

عليه قالت فلما سئري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم استسرى
عنه وهو يضحك فكانت اول كلمة تكلم بها يا عائشة اما الله فقد
برأك فقالت امي قومي اليه قالت فقلت والله لا اقوم اليه ولا احمد
الا لله وانزل الله ان الذين جاءوا بالا فكذلك عصية منكم العشر
الايات كلها

بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ نور و کتاب الشہادات تعویل النہاد
بعضہن عن ص کتاب الغازی حدیث افک

و کتاب الایمان ص والنذر ص کتاب الجہاد ص والتوحید ص وسلم فی الآثار
ص والنسائی فی مشرقة النہاد ص والتفسیر

مرحبہ حضرت عائشہ نے فرمایا جب آپ حضرت علیؑ علیہ السلام کی غزوہ میں جاتے تو اپنی
بیویوں کے لئے قمرہ ڈالتے تھے جس کا نام نکلا اس کو ساتھ لے جاتے تھے ایک دفعہ جب غزوہ کو
جانے کے لئے تیار ہوئے تو قمرہ میرے نام پڑا تو میں آپ کے پاس آئی تو اس وقت پردہ کا حکم
اتر چکا تھا اس لئے میں ہرج میں رہتی تھی جب چلے تو ہرج میں بیٹھے بیٹھے مجھے آدھی سو کر رہے
اور پڑاؤ کرتے تو ہرج کو تار لیا کرتے جب رسول خداؐ غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے تو اپنے ہرج
قریب آ کر پڑاؤ کیا اور ات میں ہی چلنے کو فرمایا اس وقت میں رفع حاجات کو گئی فتن ہو کر اپنے ہرج
کے قریب آئی تو مجھے اپنا بار جو ناخنوں سے بنایا گیا تھا یا آ یا کہ پس گر پڑا میں اس کو ڈھونڈھنے
میں لگ گئی اور دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے ہرج کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انہوں نے حسب عاد
ہرج کو اس خیال میں کہ عائشہ اس کے اندر ہوں گی اونٹ پر رکھا اور بانک یا اور چمکے عورتیں اس
زمانے نازک اور ہلکے بدن کی بہنوں تھیں خصوصاً میں تو بہت ہلکی تھی کھانا بھی وہیں فقرہ کھاتی تھیں
اس لئے آدمیوں نے ہرج کو اٹھاتے وقت دن کا خیال نہ کیا اور نیز میں کم عمری میں تھی اس لئے کچھ بہت

ہرج دھکا پھرجب قافلہ دور نکل گیا۔ ارواں مجھے مل گیا تو میں جہاں سیرا اونٹ تھا آئی تو وہاں کوئی
چڑیا کا بچہ بھی نہ تھا میں وہیں بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا کہ جب لوگ قافلہ میں مجھے دیکھیں گے تو میں
ڈھونڈھنے آئیں گے وہاں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آگئی اور صفوان ابن معطل سلمی قافلہ کے پیچھے
راہ کرتے تھے تاکہ کوئی بھولا بچہ پڑا ہوا ملے ساتھ لے لیں یا کوئی قافلہ کی گری پڑی چیز اٹھا کر لے
آئیں وہ اول رات میں ہم سے پھلی منزل سے چلتے تھے صبح کے وقت اُس جگہ آئے اور سوتے
آدھی کا سا نشان دیکھ کر میرے پاس آئے اور چونکہ پردہ کا حکم آنے سے پیش تر انہوں نے میں دیکھا
تھا اب دیکھ کر پہچان لیا اور افسوس سے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون جس سے میری آنکھ کھل گئی
اور میں نے کپڑے سے منہ ڈھک لیا اور بخیر اس کے اور کچھ کلمہ نہ اس نے کہا نہ میں نے سنا
اس نے اپنی اونٹنی کو ٹیٹایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر سوار کر دیا اور اونٹنی کو تیز کیا حتی کہ ہم قافلہ میں آگے دوپہر
کا وقت ہو گیا تھا قافلہ میں سے بعض لوگوں نے مجھ پر اور صفوان پر تہمت لگائی اور اپنی ہلاکت کا سہارا
کیا اور جس نے پہلے پہل اس تہمت کی بنیاد ڈالی تھی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا میں جب مدینہ
میں آئی تو یحیٰ بن زبیر کی اور ایک مہینہ تک ایسی ہی رہی اور لوگ اس بہتان کی شہرت کرتے تھے لیکن مجھے
خیال نہ تھا صرف افسوس یہ تھا کہ پہلا سا کم رسول خداؐ علیہ السلام پر نہ دیکھتی تھی بیماری کی حالت
میں آپ آتے اور پوچھتے تھے اور فوراً چلے جاتے تھے میرے پاس نہ بیٹھتے اس سے یہ خیال ہوا
کہ آپ نالرض میں جب مجھے افتاد ہوا تو رات کو اپنے ساتھ ام سلمہ کو لے کر منام میں (جو مدینہ سے
باہر ایک جنگل ہے) رفع حاجات کو گئی اس زمانہ میں پہلے عرب کی طرح پاخانہ جنگل میں ہی پھرتے
تھے اور مکان کے قریب پاخانہ بنانے کو برا سمجھتے تھے وہاں لے آئی تے میں ام سلمہ کی چادر ان کے پر
میں الجھ گئی اس وقت انہوں نے یہ کہا ہلاک ہو۔ ام سلمہ نے کہا تو نے برا کیا میں نے پوچھا اس
نے کہا اُس نے تیرے اور تہمت لگائی ہے۔ اس کے سننے سے میری بیماری اور بڑھ گئی
جب میں گھر آئی تو میرے پاس رسول خداؐ علیہ السلام تشریف لائے اور حال دریافت کیا

میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں اس خیال سے کہ انہیں تہمت کی خبر ہے یا نہیں آپ نے اجازت دے دی اور میں اپنے ماں باپ کے گھر آگئی اور ماں سے کہا اسے ماں دیکھو لوگ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا اس کا فکر کچھ مت کرو سچا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی بیوی خوبصورت ہو اور وہ اس سے محبت کرے تو اس کی دوسری بیویاں ایسی ایسی باتیں کیا کرتی ہیں۔ میں نے کہا واہ سبحان اللہ لوگوں نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے اور آپ یہ خفیت سی بات خیال کرتے ہیں اور میں اس رات برابر روتی ہی ایک دم کو اتنورہ کا اور نیکائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ بن زید کو بلایا اس وقت تک کوئی میرے بارے میں وہی نازل ہوئی تھی اور ان سے میرے بارے میں مشورہ کیا اسامہ نے اس وجہ سے کہ وہ اہل بیت سے محبت رکھتے تھے ان کو نیک دیا کہ سمجھتے تھے یہ کہا کہ یا رسول اللہ عائشہ بڑی نیک ہے ہم نے تو سوائے اچھی بات کے ان میں کوئی بُری بات نہیں دیکھی علی نے کہا یا رسول اللہ آپ اس قدر بخ کیوں کرتے ہیں آپ کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے تنگی نہیں کی اور بہت سی نیکیاں ہیں اور اگر آپ بریرہ باندی سے نہیں گئے تو وہی ٹھیک ٹھاک بتائے گی پھر آپ نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ کی کوئی بات ایسی دیکھی ہے جس سے کوئی شبہ ہو اے اُس نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق پر بھیجا ہے میں نے کوئی بات نہیں دیکھی جو اُس کو چھپاؤں بجز اس کے کہ وہ عائشہ کم عمر سی بی بی ہیں ایسا ہوتا ہے کہ اُٹا گندھ کر دیے ہی چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری اگر کھالیتی ہے اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کوئی ایسا ہے جو اس شخص عبداللہ بن ابی سے جس نے تہمت لگائی اور میرے اہل کو تکلیف دینے دیا میرا بدلہ لے بخدا میں عائشہ کی بھیلانی کے سوا اور کوئی بُرائی نہیں جانتا اور تہمت لگانے والوں نے ایسے شخص صفوان بن معطل کی بابت کہا جس کی بُرائی دیکھی ہی نہیں گئی اور جب کبھی میرے گھر جاتا تو میرے ساتھ جاتا اس وقت سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شخص بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلاؤں سے

کسبے تو اس کی گردن اڑاؤں گا اگر مجھے ہی قبیلہ بنی خزیمہ کا ہے تو جواب فرمائیں گے وہی کروں گا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس وقت سعد بن سبارہ جو کہ قبیلہ خزیمہ کا سردار تھا کھڑا ہو گیا اور یہ اس شخص اس سے پہلے بڑا صالح اور نیک تھا لیکن اس وقت اس کو خزیمہ کے قبیلہ کی قیمت نے ستایا اور سعد بن معاذ سے کہا تو نے جھوٹ بولا ہم اس شخص کو ضرور مار دیں تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے اور ان میں سخت تکرار ہونے لگی قریب تھا کہ جنگ و جدل ہو جائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے اور ان کو غاصب کر رہے تھے آخر کاریہ خاصا خوش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے، عائشہ کہتی ہیں کہ میں اس روز بھی روتی رہی اور رات کو نیند تک نہ آئی میں دورات اور ایک دن برابر روتی رہی صبح کو میرے پاس میرے باپ آئے اور خیال کیا کہ کہیں سوتے تو تھے اس کا دل پھٹ نہ جائے یہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصار کی موت نے آنے کی اجازت چاہی میں نے بلا لیا وہ بھی میرے پاس آکر نہ گئی اتنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آ بیٹھ گئے اور جب سے تہمت لگائی گئی تھی میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے اور مہینہ بھر گزر چکا تھا مگر میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی آپ نے بیٹھ کر تیری وجہ سے مجھے ایسا ایذا پہنچا ہوا اگر تو بُری ہے تو اللہ تیری بُرائی میں ضرور کچھ نہ کچھ اُٹا دے گا اور اگر تجھ سے قصو ہو گیا ہے تو استغفار کر اور توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے قصو پر معترف ہو کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی کرتا ہے جب آپ یہ کہہ چکے تو غصہ سے میرے آنسو خشک ہو گئے میں نے والد سے کہا کہ رسول اللہ کو اس کا جواب دو انہوں نے کہا بخدا میں نہیں جانتا کہ آپ سے کیا کہوں میری کیا مجال اور نہ مجھے ٹھیک معلوم ہے پھر میں نحو واللہ سے کہا انہوں نے بھی یہی کہیا اس وقت میں نے کہا اور میں کہہ چکی تھی قرآن شریف اچھی طرح یاد نہ تھا، میں جان چکی تھی کہ تمہارے دل میں جو کچھ بیٹھ گیا ہے یعنی جو کچھ لوگوں سے سنا ہے اور اس کو تم نے سچا جان لیا ہے اگر میں اپنے کو اس سے بری کہوں تو تم یقین نہیں کرے گے اور اگر قرار کروں اللہ جانتا ہے کہ میں بری نہیں ہوں

تب تم سچا جان لو گے اس کا یقین کرو گے بخدا تمہارے لئے اور کوئی مثال نہیں بجز یوسف کے
 باپ کی مثال کے کہ انہوں نے کہا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ط پھر
 میں اپنے بہتر پر جالیٹی اور اس وقت میں خیال کر رہی تھی کہ میں اس تہمت سے بری ہوں اور اللہ میری برکت
 ضرور ظاہر کرے گا لیکن یہ گمان بھی نہ تھا کہ اللہ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا بھلا میں اس قابل
 کہاں لیکن یہ خیال تھا اور امید کرتی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ خواب میں میری برکت
 دکھائے گا بجز اسی آپ اچھے بھی نہ تھے اور جو وہاں موجود تھے ان میں سے بھی کوئی نہیں گیا تھا آپ پر
 وحی نازل ہونے لگی اور جو حالت و کیفیت وحی کے وقت ہوتی تھی ہوئی اور پسینہ ٹپ ٹپ
 پٹکنے لگا جب وحی اتر چکی تو آپ بنے اور یہ کہا کہ اے عائشہ اللہ نے مجھے بری ظاہر کر دیا مجھ سے
 میری والدہ نے کہا کہ حضرت کے پاس جا اور سلام کر اور ان کا شکریہ بجالا میں نے کہا میں نہیں جاتی اور سوائے
 اللہ کے کسی کی تعریف اور شکر نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی دس آیتیں اتاریں۔

یہی وہ حدیث شریفہ ہے جسے وہابی دیوبندی ٹولی کا ہر چھوٹا
الانصاف والوالانصاف کوڑ بڑا بڑے فروزا سے کہتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک میں علم نہ تھا حالانکہ آپ نے حدیث شریفہ کو
 اول سے آخر تک پڑھا اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں جو صاف بتائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو علم نہ تھا یا خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ مجھے اس بارہ میں کوئی علم نہیں بلکہ آپ
 کے علم پر صاف اور سوجھ کی طرح روشن واللہ ما علمت من اھلی الا خیرا بخدا میں اپنی گھر
 والی مکے بھلائی جانتا ہوں کے الفاظ موجود ہیں ان میں نہ صرف حضور علیہ السلام کے علم کی تصریح ہے
 بلکہ آپ نے تم کو کھانا علم واضح فرمایا لیکن ان بدتمتوں کو امام الانبیاء مشہر ہر دو سرا حبیب کبریاء صلی
 علیہ وسلم کی تم پر اعتبار نہیں تو پھر مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے ایمان پر اعتبار نہیں۔

دیوبندیوں و وہابیوں کے دلائل کا خلاصہ: حدیث شریفہ سالم پڑھ بیجئے آپ کو
 ان بدتمتوں کے دعویٰ کے لئے سوائے گمان، انکس، پوچھ کے کچھ نہ ملے گا مثلاً کہیں گے علم ہوتا تو
 پریشان کیوں ہے علم ہوتا تو صحاہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفسار کریں کیا علم ہوتا تو چچان بنے
 کیسی علم ہوتا تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یقین تہ کیوں وغیرہ وغیرہ

ناظرین غور فرمائیں کہ ان لوگوں کو حضور علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت نہیں تو اور کیا ہے
 بیب کہ ایسے ہی اپنے گمان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لاء علم بنار یا حالانکہ گمان و قیاس آڑیوں سے
 قائم ثابت نہیں ہوتے اگر ان لوگوں کی یہی بے ڈھنگی چال صحیح اور درست مانی جائے تو پھر دہریے
 اور دیگر دشمنان اسلام کے دلائل ان کے دلائل سے کچھ ورنہ ہیں۔ فقیر خندو نے ستیا تھ پرکاش
 سے پیش کرتا ہے تاکہ ناظرین سوچیں کہ خدا کا دشمن خدا تعالیٰ کے علم پر حملہ کرے نبی علیہ السلام کا دشمن
 نبی علیہ السلام پر

ہندو کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ
 کو نہ علم غیب ہے اور نہ
 وہ مخبر کل وغیرہ وغیرہ

سورہ بقرہ کی آیات لکھ کر کہتا ہے کہ اس سے ثابت ہو کہ
 خدا مردان نہیں یعنی ماضی حال۔ استقبال کو پورے طور پر نہیں
 جانتا اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ
 اختیار بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ بھی نہ کر سکا اور
 دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیے (ستیا تھ پرکاش ص ۶۷)

اس کے بعد لکھا کہ
 دیکھئے خدا کی کم علمی، ابھی تو بہشت میں بنے کی وعادی اور ابھی کہا نکلوا اگر اُسندہ کی باتوں کو
 جانتا ہوتا تو دعای کیوں دیتا اور معلوم ہوتا ہے کہ بہکانے والے شیطان کو خدا سزا دینے سے
 قاصر بھی ہے الخ ص ۶۷
 ناظرین! سوچئے کہ ہندو نے اللہ تعالیٰ پر اسی طرح وار کئے ہیں جسے وہابی

دیوبندی مودودی نے نبی علیہ السلام پر وار کرتے ہیں۔ دعویٰ پر نہ دلیل ہندو کے پاس ہے نہ دابر کے پاس صرف اگر مگر کا چکر ہے اسی لئے فقیر اویسی نے احباب اہل سنت کو تسلی دی کہ گھبرائیے نہیں اگر نبی علیہ السلام کے علم گھٹانے کی دہائیہ نے ٹھانی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تنقیص پر ہندو نے کمر باندھ رکھی ہے وہ خدا کو بکت ہے یہ نبی علیہ السلام کو نام دور میں کام ایک ہیں پھر قیامت میں الجنس الی الجنس یبیل کار از کھل جائیگا انشاء اللہ

دلائل اثبات

ہم اس واقعہ پر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علم کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) بخاری شریف میں جہاں یہ روایت مروی ہے وہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از نزول آیات بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی۔

فواللہ ما علمت علی اہلی | بخاری میں اپنے اہل پر سوائے خیر کے کچھ
الاخیرا | نہیں جانتا

یہ الفاظ واقعہ انک میں نزول وحی سے پہلے کے ہیں چنانچہ بخاری شریف کے علاوہ جہاں بھی حدیث انک مذکور ہوئی وہاں یہی الفاظ موجود ہیں اور ہر ایماندار کے لئے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صفائی کے الفاظ بھی کافی تھے لیکن یہاں تو آٹھائے گامات صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان بھی ہے لیکن افسوس کہ جیسے حضور سرور عالم نور مجسم شیعہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم زبان منافقین نے آپ کی قسم کا اعتبار نہ کیا تو کج ہمارے دور میں ایک قوم ایمان و اسلام کے مدعی ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

قسم کا اعتبار نہیں کرتے تو پھر جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں منافق کہہ کر ان کے اعتبار نہیں فرمایا۔ لکھا قال: وما هم بجمعین اور فرمایا "ان المنافقین نکاذ بون" ایسے ہی ہم اپنے دور کے ایسے لوگوں کو ایمان و اسلام کو مخدوش سمجھتے ہیں۔

حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذکورہ ہمزہ نزول آیات سے پہلے ہے اس مزید توضیح میں اشارہ ہے کہ ان کے لئے منافقین ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے علم کا انکار کریں گے اسی لئے آپ نے نزول آیات سے پہلے قسم کھا کر واضح کر دیا کہ مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جملہ معاملہ کلی طور پر معلوم ہے کیونکہ ما علمت کا مادہ العلم ہے بمعنی ارادہ الکل یعنی شے کو کلی طور پر جانتا (کن فی القسط لانی ص ۱۱۷)

قسم نبوی اور علم کی حصص فی الخیر کو کوئی نہیں مانتا تو وہ معذور ہے کیونکہ چمکاؤ کو سونے نظر نہیں آتا تو کوئی ہے جو اسے بزور بازو منوائے ایسے ہی ہم نے قواعد شرعیہ سے حضور علیہ السلام کا علم ثابت کیا ہے اب کوئی نہیں مانتا تو وہ معذور ہے تو ہم اسے بزور بازو نہیں منواسکتے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ

ما دفت امرأة بنی قط | کسی بنی کی بیوی نے کبھی بے حیائی کا کام
نہیں کیا

(کن فی تفسیر کبیر فیخر الدین دازی وروح البیات)

حضرت ابن عباس ایسی بات (جو عقل سے وراء الوراہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے) اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کر فرمایا ہے میں لہذا حدیث حکماً روتی ہوئی۔

شریعہ حدیث مذکور اس حدیث میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ

و سلم نے ایک ایسے امر کا بیان فرمایا جو ازات نبوت سے ہے اور وہ یہ کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کی بیوی بدکار ہو وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے اور اس کی بات بالکل حقیر ہوتی ہے لوگوں کے ذہنوں میں ایسے شخص کی بات کا کوئی وزن قائم نہیں ہو سکتا پھر یہ کہ اگر اس میں ذرا بھی حیا کا مادہ ہے تو وہ لوگوں کے سامنے منہ نہیں دکھا سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام ہر امت خلق اور پنیامات ربانی پہنچانے کیلئے دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں۔

ذلت کے اسباب سے محفوظ رکھا ہے نہ ان کی بات حقیر ہو سکتی اگر (نعوذ باللہ) انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے ایسی ناشائستہ حرکات سرزد ہوں تو وہ کسی کو متہ و کھانے کے قابل نہ رہیں ایسی صورت میں احکام الہی کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے لہذا انبیاء علیہم السلام کی بیویوں سے بے حیائی تصور نہیں۔ کفر تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے مگر اس میں فحش اور بے حیائی نہیں ہے۔

ناظرین! جب آپ نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج انبیاء کی پاک دامنی اور عفت کا لازمہ نبوت ہونا بیان فرمایا ہے تو اب اس امر پر غور فرمائیے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کی پاکی میں کس طرح شک فرما سکتے ہیں اگر صدیق کی پاکی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یقینی نہ ہو تو پھر اپنی نبوت بھی نعوذ باللہ سرکار کے نزدیک یقینی نہ ہے گی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نبوت پر یقین ہے اور حضور علیہ السلام یہ بھی جانتے ہیں کہ نبی کی بیوی پاک ہوتی ہے تو ان دونوں کے ملنے سے نتیجہ واضح ہو جاتا ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیقہ کی پاکی میں ذرہ برابر بھی شک نہ تھا کیونکہ صدیقہ کی پاکی میں شک خود حضور کی اپنی رسالت میں شک کو مستلزم ہے اور حضور علیہ السلام اپنی رسالت میں شک کرنے سے بالکل پاک ہیں لہذا صدیقہ کی پاکی میں شک کرنے

سبھی حضور قطعاً پاک اور میرا ہیں۔

ہماری مذکورہ بالا تقریر اسلاف صالحین اور معتبر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات میں دیکھئے۔

قاعدہ ۳: امام فخر الدین رازی قدس سرہ اپنی تفسیر کبیر ص ۱۵۲ میں تحت آیہ انکھ لکھتے ہیں:

لان الانبياء عليهم السلام
مبعوثون الى الكفار ليدعواهم
وليتعطفوهم فوجب ان
لا يكون معهم ما يفرهم
عنهم وكون الانسان بحيث
تكون زوجته مسافحة من
اعظم المنقرات

اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کافروں کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ وہ انہیں دعوت اسلام دیں اس بنا پر واجب تھا کہ ان سے ایسے امور سرزد نہ ہوں جو لوگوں کو نفرت دلانے والے ہوں اور کسی کی عورت زانیہ ہو اس سے بڑھ کر کوئی اور امر انسان سے نفرت دلانے والا نہیں

اور یہ قاعدہ ذیل کی تفاسیر تغیر لیر اور یہ قاعدہ ۲ (تفسیر منظر ہری ص ۱۸) موجود ہے۔

۳ روح البیان ص ۲ روح المعانی ص ۲ وغیرہ وغیرہ

اس سے اور واضح نبوت کیا چاہیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ ہر نبی علیہ السلام کی زوجہ کافروں کو دھوکہ دے سکتی ہے لیکن زانیہ وغیرہ نہیں تو پھر اس سے لاعلمی ثابت کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

قاعدہ ۴: واقعہ سے پہلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی چال چلن اور نیک عادات بقوی و طہارت اور پاک دامنی کی داستانیں مشہور تھیں جن سے واضح ہوا کہ آپ سے ایسا برا فعل

میرگزادہ ہدیہ قرنیہ بھی ایک عامی انسان کو یقین دلانا ہے کہ بی بی صاحبہ سے ایسی برائی کا صدور ناممکن ہوگا اور نبی علیہ السلام کے لئے اس حسن ظن سے کون سا امر مانع ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ السلام کے لئے قبل از نزول علم پر استدلال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

المعروف من حال عائشة	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
قبل تلك الواقعة انما هو	واقعات سے پہلے کے حالات سے
الصون والبعد عن	ظاہر تھا کہ عائشہ مقتداتِ زمانہ
مقدمات الفجور	مہمت و دور اور پاک ہیں
(کبیر ص ۷۲ تحت آیت افک)	

انسان کو اپنی عورت کا باخضوص اس قسم کا تجربہ ہوتا ہے اس سے اندازہ لگائیے کہ جب عام لوگوں کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدستی کا تجربہ سے علم تھا تو حضور علیہ السلام تو اس کیلئے اولیٰ تھے جب کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ کو بارہا تجربہ تھا تو پھر اس میں آپ کو شک و شبہ کیا۔

امام فخرالدین رازی قدس سرہ تفسیر کبیر ص ۱۶۲ ج ۶ تحت آیت افک مخالفین کے جواب میں لکھتے ہیں۔

والجواب عن الثاني ولو عرف	دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر
ذلك لما ضاق قلبه انه	ایسا ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
عليه السلام كثر ما	وسلم کافروں کے اقوال سے مغموم اور
كان يضيق قلبه من اقوال	تنگ دل ہو جایا کرتے تھے ہا جو یہ کہ
الكفار مع علم بفساد تلك	حضور علیہ السلام کو یہ معلوم ہوتا تھا

کہ کفار کے اقوال کے بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ولقد نعلم انك الا لئلا يهملوا
میں کہ آپ ان کی بے ہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے جسے حضور
علیہ السلام کا غمگین اور پریشان ہونا علمی سے نہ تھا بلکہ کفار کی جھوٹی تہمت اور پھر اس میں
انہوں کا شامل ہو جانا اور چاہی اس کا چرچا اور بار بار کی طعن و تشنیع اور ظاہر ہے کہ کفار کے اقوال
فاسدہ کو حضور علیہ السلام جاننے کے باوجود آپ کا مغموم اور پریشان ہونا علمی
کی دلیل نہیں تو یہاں پر تو غم کے پیارا ٹوٹ پڑے کہ اپنی عزت و عظمت کا سوال تھا اور پھر ظاہری
گندی تہمت اور وہ بھی محبوبہ مرغوبہ بیوی پر اور اپنی عزت کے خیال کے ساتھ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کی بیماری میں ذہنی تکلیف اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دو گریز و تقارب بلکہ جملہ صحابہ
بلکہ جملہ اسلام کے مشیہ ایہوں کی پریشانی کا غم حیا و شرم والے ایسے غم جانتے ہیں بھائیوں کو کیا
خبر بہر حال امام فخرالدین رحمہ اللہ و آپوں اور دیوبندیوں اور مودودیوں کے تحریر کردہ سوالات
کا جوابات سینکڑوں سال پہلے لکھ گئے ہیں۔

قاعدہ ۵: امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ جلد ششم تحت آیت افک میں لکھتے ہیں کہ

وثالثها ان الغافلين كانوا	بہتان تراشی منافقین اور ان کے
من المنافقين واتباعهم وقد	متبعین تھے اور سب کو معلوم ہے
عرف ان كلام العدو والمفتري	کہ دشمن منقری کی بات تب تک نہ مانتی
ضرب من الهديان فلم يجمع	ہے ان حیلہ قرآن سے واضح ہوتا ہے
هذا القرآن كان ذلك القول	کہ نزول وحی سے پہلے ہی یہ بات
معلوم الفساد قبل نزول	معلوم الفساد تھی۔

(۶) الوحی

زواج برحق تعالیٰ واقعہ سے قبل نبوت کی لاعلمی پھر اے اہل بیت نبوت پر نبوت کی

عائشة لكونها زوجة الرسول
صلى الله عليه وسلم
المعصوم عن جميع المنفقات
كالدليل القاطع في كون
ذلك كذبا (كبير ص ۱۸)

کے متعلق واجب تھا اس لئے کہ ان
کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے اہل بیت ہونے کا شرف
حاصل ہے اور حضور علیہ السلام
جیسے نفرت دلانے والے امور سے
معصوم ہیں۔

اور یہ دلیل قطعی کے طور ثابت ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان تراشی
سے بچنا لازمی اور ضروری ہے بلکہ تفسیر مظہری میں لکھا کہ:
”ہر مومن پر نیک گمان پر لکھنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف دلیل
شرعی قائم نہ ہو“

سورۃ نور آیت ۲۴ اذ سمعتموه الخ میں لکھا کہ

من ههنا يظهر ان حسن الظن
بالؤمنين واجب لا يجوز تركه
ما لم يظهر به دليل شرعي خلا
ذلك،

اس سے ظاہر ہوا کہ اہل ایمان پر نیک
گمان واجب ہے اس کا ترک کرنا
اس وقت تک جائز نہیں جب تک
اس کے خلاف دلیل نہ ہو۔

غور کیجئے یہ ان صحابہ کرام کو زجر و توبیخ ہے جنہوں نے بدگمانی کی بھی نہیں اب
اگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہ صدیقہ کی پاک دانی پر بدگمانی میں سے
شامل کیا جائے تو بتائیے نتیجہ کیا نکلے گا اور پھر اسی نتیجہ کے مطابق عقیدہ رکھنا بتائیے کفر
ہے یا نہیں۔

۲ نولما جاءوا عليه باربعة شهداء فاذا لم يأتوا بالشهاد

فأولئك عند الله هم الكذابون

ترجمہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک
جھوٹے ہیں

(ف) امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے فرمایا

وهذا من باب الزواجر الكبير

ظاہر ہے کہ یہ خطابات یا ان صابہ کرام کو ہیں جو عائشہ کے بہتان میں شامل بھی نہ تھے
یا انہیں جو شامل ہوئے اور ساتھ ہی منافقین کو بھی ان دونوں پہلی صورتوں میں سرکارِ مدینہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل کیا جائے تو بتائیے حضور علیہ السلام کو ہم الکاذبون میں داخل کرنا
کون ؟.....

(۳) ولولا فضل الله عليكم ورحمته في الدنيا والاخرة لعلكم

في ما انضتموه عذاب عظيم

ترجمہ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس
چیز میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔

(ف) امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ

وهذا من باب الزواجر

ايضا (كبير ۱۷۹)

غور و فکر کا مقام ہے اس سے یقیناً ماننا پڑے گا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم ان زواجر میں شامل نہیں رجب ان میں شامل نہیں تو پھر لاعلمی کی تہمت کیوں

(۴) اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون يا فواہکومالیں

لکم بل علمو وتحسبونہ هیئا و هو عند الله عظیم

ترجمہ، جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سنکر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے پہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

(ف) امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے فرمایا

وهذا من باب الزواجر (ایضاً) یہ بھی زواجر سے ہے۔

(کبیر ص ۱۴۹)

آیت کے ترجمہ سے متوجہ نکالنا آسان ہے اس لئے کہ جنہیں تہمت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ملا وہی لا علم ہیں اور جو اس سے بری ہیں انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق علم ہے اگرچہ نفی لیکن نبوت کا علم نفی نہیں ہوتا اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت بیان فرمائی وہ بھی کیے پیارے اور محبت کے بچے اور پھر مدلل جیسا کہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اظہار نہیں کیا بلکہ حلفاً بیان فرمایا کیا کوئی بخیرت کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے محض گمان پر واللہ ما علمت علی اہل الاخیر فرمایا تھا۔

۵۔ وَكَلَّا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

ترجمہ، اور کیوں نہ ہو جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ میں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے

(ف) دھذا من باب الاداب کذا قال المذکبی تفسیر

اور یہ بھی باب آداب سے ہے۔

نیز امام رازی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لخصب عائد سے اپنی تنزیہ کر کے بتایا کہ نبی

علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کبھی ناجرہ نہیں ہوتی کما قال المراد تنزیہ اللہ تعالیٰ عن ان تكون زوجة بنیہ فاجرة کبیر ص ۱۸

خلاصہ یہ کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عتاب فرمایا کہ تم پر تو واجب تھا کہ سنتے ہی کہتے ہو ہذا بہتان عظیم اس سے واضح ہوا کہ آیات برأت کے نزول سے پہلے ہی مسلمانوں پر بالخصوص بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر جن ظن ضروری اور بدگمانی حرام تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بقول و باہر مان لیا جائے کہ آپ نے بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی تھی تو آپ پر حرام کا ارتکاب لازم آتا ہے اور وہ عصمت نبوت کے منافی ہے ہمارے دور کے معتزلہ عصمت نبوت کا حکم کھلا انکار کریں ورنہ مان جائیں کہ نہ حضور علیہ السلام نے بی بی پر بدگمانی کی اور نہ ہی آپ ان کے حالات سے بے خبر تھے۔

۶۔ يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا الْمِثْلَ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

(ف) دھذا من باب الزواجر (تفسیر کبیر ص ۱۸)

یہ بھی زواجر کے باب سے ہے۔

لفظ عود کا تقاضا ہے کہ پہلے وہ فعل سرزد ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ خطاب انہیں ہے

جنہوں نے اس فعل ناشائستہ میں حصہ لیا اور بہت سے صحابہ کرام اس فعل ناشائستہ میں شامل ہی رہے تھے

خَاتَمُ الْبُحَارِ: وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ترجمہ۔ اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

۷۔ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُعَذِّبُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک

عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(ف) امام فخر الدین رازی قدس سرہ فرماتے ہیں:-

هذا الذکر نہایت فی الزجر
لان من احب اشاعة
الفاحشة وان بالغ فی اخلا
تلك المحبة فهو یعلم ان
الله تعالی ذاك منذ وان
علمه سبحانه بذلك الذی
اخفا لا علمه بالذی الظہر
ویعلم قدس الجراء علیہ
(کبیر ص ۱۸۳)

و اگر کوئی ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

۸۔ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَؤُفٌ
رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر
نہایت مہربان ہے تو تم اس کا مزا چکھتے۔

تنبیہ: یہ تھے وہ آیات بنیات جن میں نہ صرف بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے
مہتان تراشوں کو زجر و تزیخ کی گئی بلکہ مخلصین کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہارے خاص
کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم لوگ صراحتاً اظہار کرتے لیکن اب کے بعد بی بی کے متعلق قواعد
و متوابط یاد رکھو۔ خود را! پھر اس طرح کی غلطی میں مبتلا نہ ہونا۔

اب ہم ان حلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات قلمبند کرتے ہیں جنہوں نے
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جن جن ظن کا اظہار فرمایا بلکہ دلائل سے نہ صرف ثابت
فرمایا کہ بی بی عائشہ نہ صرف اس واقعہ میں پاک دامن ہیں بلکہ ان کا دامن ہر برائی سے پاک
ہے اس سے ناظرین سوچیں جب بی بی کے غیروں کو نیک گمان ہے تو مہرچان کے آقا کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدگمانی میں توٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے اور اس سے یہ نتیجہ
اخذ کرنا کہ آپ نے صحابہ کرام سے بی بی کے بارے میں واقعہ سے لاعلمی کی وجہ سے بیانات
لئے جیسا کہ مخالفین نے لکھا ہے۔ فقیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات پیش کرتا ہے
اسے ناظرین پڑھ کر مخالفین کی بددیانتی اور ان کی نبوت دشمنی کی داد دیں۔

۷۔ صحابہ کرام کے بیانات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفائی کا بیان بھی ہمارا مقصد ہے چند بیانات ملاحظہ
۱۔ مروی ہے کہ حضرت ابوالیوب انصاری نے ام ایوب رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ
پر بہتان تراشیوں پر تیری رائے کیا ہے بی بی ام ایوب رضی اللہ عنہا نے جواب فرمایا کہ
ابوالیوب رضی اللہ عنہ! اگر مجھے صفوان رضی اللہ عنہ! تم ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ
تو کیا تم سے ان کے ساتھ غلطی کا امکان ماننا چاہیے ابوالیوب رضی اللہ عنہ نے کہا تو
پھر بی بی ام ایوب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے
تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق زوجیت میں کبھی خیانت نہ کرتی تو اس معنی
رضی اللہ عنہا ہزار بار درجہ نبی سے بہتر اور برتر ہے اور صفوان تجھ سے (تفسیر کبیر ص ۱۸۳)
تحت آیت ہذا

(ف) ان دوزن و شور صحابی صحابہ رضی اللہ عنہما کا استدلال اور بی بی عائشہ

یعنی بولا اذ سمعتموه الخ میں بعض صحابہ کو اللہ نے جبر کا ہے۔ اور زاجر کے آیات
میں تشریحات فقیر نے تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی گواہی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین
زینب سے میرے حالات کے بارے میں دریافت کیا اور فرمایا ان کو تم کیا جانتی ہو تم
کی طرح دیکھتی ہو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے کان اور آنکھوں
سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں ان کے بارے میں کچھ سنوں کہ میں نے کچھ سنا ہوا اور
دیکھوں حالانکہ میں نے دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں کچھ نہیں جانتی ان کے بارے میں بخیر و
خوبی کے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ وہی زینب ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ازواج مطہرات کے درمیان مجھ سے برابری کرتیں اور خود کو میرے حسن و جمال اور
حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں میری قدر و منزلت میں شبابہ بنا دیتی تھیں مگر حق تعالیٰ نے
ان کے اپنے تقویٰ و رورع کی بنا پر ان کو محفوظ رکھا کہ وہ رشک و حسد کریں اور بُری بات
سننے سے نکالیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یا وجہ کہ زینب کی بہن حضرت
بشیرہ بنت زینب رضی اللہ عنہا سے لڑتی تھی کہ وہ اس بارے میں کیوں کچھ نہیں کہتی تھیں
کہ ہلاکت میں پڑی۔ ان لوگوں میں شامل ہوئیں جو ہلاکت میں پڑے (مذاہرہ النبوة ص ۲۲)
نکتہ: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم کی توثیق اور بی بی عائشہ رضی اللہ
عنہا کی پاکدامنی کو آتما مضبوط دلائل سے واضح فرمایا کہ پھر قیامت تک کسی کو انگشت نمائی کا تصور
نظر نہ دیکھئے وگرنہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے استفسار نہ فرمایا تاکہ

رضی اللہ عنہا کی صفائی کا ثبوت ہے کہ جب عام ذہنوں میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی
کا امکان نہ تھا بلکہ ان کی برکت کا یقین تھا تو پھر امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
پر لاعلمی اور بدگمانی کی ہمت لگانا واپس یہ کام ہو سکتا ہے اور ان کی قسمت میں یہی لکھا ہے
(ف) اس روایت کی توثیق کرتے ہوئے صاحب ررح المعانی نے لکھا کہ اخو جہ
بن اسحاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردیہ وابن
عساکر عن بعض الانصار اور لکھا کہ وروی عن قویاً منذ الحاکم وابن عساکر
عن افضل مولی ابی ایوب الخ

۲. موجب الرحمن مع ابن کثیر ص ۱۲۹ نے لکھا کہ بعض میں یہی گفتگو حضرت ابی بن کعب
اور ان کی زوجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بھی ہوئی۔

۳. ابن زید نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں (واذ واجبہا صہا تہ) (احزاب) اور ایک کہ فہم اور کند
مزاج آدمی بھی یقین رکھتا ہے کہ نہ ہاں بیٹے کے ساتھ ایسی غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہے
اور نہ بیٹا مال کے ساتھ ایسی ناخوش خطا کا مرتکب ہو سکتا ہے (تفسیر کبیر ص ۱۸۸ تحت
آیہ انفک)

اخو شیخ شریب ایک عام اور کند مزاج اس کلیہ سے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے
متعلق پاک دینی یقین رکھتا ہے پھر امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر لاعلمی اور ہمت لگانا
بدستہی نہیں تو اور کیسے یا نہ مزاجی سے فرما کر اللہ تعالیٰ نے کہ قربت میں ایک نہ پیا ہو گے
(ف) اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے نزول آیات قرآنیہ سے پہلے صفائی نہ کرتے بلکہ
صاف صاف نہ کہہ دینے کہ یہ کھلا افتراء ہے پر اہل ایمان کو زبرد تو ہمیں فرمایا جیسا کہ امام
فخر الدین رازی قدس سرہ نے تفسیر کبیر میں آیہ انفک میں لکھا کہ ذالک معابہ المؤمنین

وہم وگمان تک نہ ہے کہ وہ بنیسیاں یا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف راہ تھیں یا ان سے مروی اور ایک بی بی زینب رضی اللہ عنہا اسی تھیں جن کا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہر وقت مقابلہ رہتا تھا اب ایسے موقع پر ایک لحاظ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے لئے گونا گونا گویا تھیں الحمد للہ ہماری مائیں ایسی نہیں تھیں جو حق کو احمق سے جانے دیتیں اس سے واضح طور پر بی بی عائشہ کی پاکدامنی کا مضبوط ثبوت ملا۔

بعض علمائے سیر نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں یقین ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں وہ اس لئے کہ

ان الذباب لا یقرب بدنک
فاذا کان اللہ صان بدنک
ان یخالطہ الذباب لمخالطہ
القاذرات فکیف باہلک
روح البیان ص ۱۲۵ تحت آیت ہذا
والارشادات للرازی ودارک

آپ کے جسم اقدس پر جب کہ مکھی نہیں بیٹھتی کیونکہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں اس سے آلودہ ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ آپ کے لئے کیسے گوارا کرے گا کہ جو اس سے کہیں زیادہ ہو اس سے آپ کی حفاظت نہ فرمائے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ کیا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود آپ کے دستِ منتخب نہیں فرمائے تو صحیح انتخاب میں غلطی نہیں تو عائشہ نے لے لیا کیوں؟ علمائے سیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

اخذت براءۃ عائشۃ من
ذالک لانی رأیت اللہ صان
ظلمک ان یقع الارض اسی
لان ظل شخصہ الشریف
کان لا ینظر فی شمس ولا
قمر لیلۃ یوطا بالاقدام
فاذا صان اللہ ظلمک
فکیف باہلک

آپ کا سایہ شریف تک زمین پر نہیں گزرتا مبادا کہ زمین جس دنیا پاک ہو حق تعالیٰ جب آپ کے سایہ کی اتنی حفاظت کرے تو آپ کے محرم محترم کی ناشائستگی سے کیوں نہ حفاظت فرمائے گا۔

مدارج النبوة - روح البیان
ص ۱۲۵ وارشادات الرازی

انسان العیون ص ۲۲۵ میں اوپر والی عبارت لکھ کر سایہ رسول کی نفی میں قصائد بیان کی ہیں جسے اللہ تعالیٰ سے شغریل تحریر فرمایا ہے

لقد نزلہ الرحمن ظلمک ان یری
علی الارض ملق فانتوی لمزیه
حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سوال کیا تو پہلے ہی عرض کیا جو بخاری شریف میں نقل کیا لیکن بعض علمائے سیر نے یہ جواب بھی لکھا کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

اخذت براءۃ عائشۃ من
نشی ہوانا صلینا خلفک
وانت تظلی بنعلیک ثم
انک خلعت احدامی

حق تعالیٰ نے انا کو لایا نہیں فرمایا کہ ناز کی حالت میں آپ کے پلے اقدس میں نعلین مبارک میں آدھن ہو اور آپ کو خبر دے دیتا ہے کہ آپ اپنے نعلین کو

نعليك فقلنا ليكون ذالك
منته لنا فقلت لا في جبريل
قال ان في تلك النعل جنة
فاذا كان لا تكون النجاسة
بنعليك فكيف باهلك
گوپائے اندس سے تماروں کو گمیر داتھ
نفس الہیہیں دقوسا پذیر ہوتا تو یقیناً آپ
کو اس کی خبر دے دیا خاطر جمع رکھیے
حق تعالیٰ آپ کو حقیقت حال کی فز
خبرے گا۔

روح البیان ص ۱۲۵ - مدارج النبوة ص ۲۸

بعض لوگوں کے ذہنوں میں سما ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیدہ
ازالہ رحمہا علیہا رضی اللہ عنہا کے قبضہ انگ میں سہل انگاری سے کام لیا ہے حالانکہ ان
کا وہم و گمان ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح جواب دیا جس طرح دوسرے
صحابہ کرام نے جواب دیا جیسا کہ ہم نے اوپر لکھ دیا ہے ہاں بخاری شریف کے الفاظ سے
وہم پڑتے ہیں اس کی ایک وجہ تھی جسے شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے
وہ یہ کہ البتہ ابتدائے قصہ میں جب حضور علیہ السلام نے دیگر صحابہ کرام سے سوالات کئے اور
ان یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وہی عرض کیا جو مذکور ہوا پھر جب دیکھا کہ آپ کرنا
خرج حیرت پریشانی اور تنگ دل لاتی ہے تو حضور علیہ السلام سے اس غم و اندوہ کو
کرنے کے لئے بعد کردہ راہ اختیار فرمائی جو بعد کو ہم نے بیان کیا۔ ان کا یہ طریقہ اخوت و محبت
اور خیر خواہی میں ہو گا غاہ ہے کہ جو محبت و خیر خواہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے تھی وہ سیدہ عائشہ سے نہ ہوگی اس بنا پر حضور علیہ السلام کی رعایت سے ایسی
کہی۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ابتدائی سہل انگاری سزاوار
کئی سوہنوں آپ کی شکر رنجی پر مبنی تھی کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جیسی قبضہ

اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدگمانی یا شکر رنجی کر سکتی ہے؟

نیز یہ بدگمانی اور شکر رنجی کا وہم و گمان ہے دور کے بعض لوگوں کا ہے ورنہ خیر القرون

کے بعد کے لوگوں کو تو خیال تک نہ تھا چنانچہ زہرِ کدے روایت ہے۔ زیرِ بحث ہے کہ

مجھ سے ولید بن عبدالمک بن مرران نے پوچھا کہ کیا تمہیں ایسی کوئی روایت پہنچی ہے جس

سے معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں راضی ہیں جنہوں نے سیدہ عائشہ پر

تہمت لگائی ہے۔ میں نے کہا ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی اور نہ وہ ان میں راضی تھے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی طرح دوسرے شیعین حدیث

مزید شواہد بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ قطلانی شرح بخاری ص ۳۹ ج ۲ یہ ہے۔

وانما قال ذالك لما رأى عندك عليه الصلوة والسلام من

الخلق والغم لاجل ذالك وكان شديد الغيرة صلوات الله

وسلامه عليه فرأى على ان يفرقها ليسكن ما عندك بسببها

الى ان يتحقق براءتها فيرجعها فيذل النجعة لا مراحمة لا

عداوة لعائشة وقال في بهجة النفوس فما قرأت فيها لم

يجزم على بالاشارة ببراءتها لانه عقب ذلك بقوله وسل

الجارية الخ

۲۔ ایسے ہی غیبی شرح بخاری میں ہے۔ ص ۲۲۲ ج ۱۲

۳۔ فتح الباری شرح بخاری تحت حدیث ہذا

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا

ایک اور طریقہ سے وہم کا ازالہ کہ ایک جگہ اور حدیث ہے اور وہ بھی بخاری میں

حضرت عائشہ سے مروی ہے۔

وہ فرمائی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف بخاری ہوا اور
درد و تکلیف نے شدت سے اختیار کی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات
سے باریان موقوف کرنے کی اجازت چاہی تاکہ حضور میرے گھر میں
رہ سکیں اس پر تمام ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی
پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اپنے کاسۃ اقدس سے سجدہ شریف
کی جانب اس طرح تشریف لے جاتے کہ آپ دو شخصوں کے درمیان
سہا لائے ہوئے ہوتے اور آپ دونوں پر اپنا بوجھ دے ہوتے اور آپ
کے دونوں پائے اقدس زمین میں لے کر کھینچے جاتے یہ انتہائی ضعف
و نقابت کی وجہ سے تھا ایک دو شخصوں میں سے ایک حضرت عباس
حضور کے چچا ہوئے اور دوسرے حضور کے اہل بیت میں سے۔
اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ سیدہ عائشہ

سے سنا میں نے جب حضرت ابن عباس سے بیان کیا
حضرت ابن عباس نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا شخص کون ہے سیدہ عائشہ
نے ان کا نام نہیں لیا عبد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا میں نہیں پہچانتا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

شرح حدیث سیدہ عائشہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام نہ لینے میں اختلاف رکھتے
ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ وہم اس نزاع کی وجہ سے ہے جو ان کے مابین ہے اس وجہ سے نام نہ لیا
علاوہ ازیں وہ اب بھی ہے کہ حضرت عائشہ کا حضرت علی کا نام نہ لینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک دو متعین
تھا کہ وہ حضرت عباس سے تھے اور دوسری جانب متعین نہ تھا کبھی کوئی ہوتا کبھی کوئی کبھی حضرت
علی ہوتے کبھی حضرت فضل بن عباس ہوتے کبھی اسامہ بن زید ہوتے اور سب اہل بیت ہوتے

میں سے ہیں اس بنا پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کا نام متعین و مشخص کر کے دیا
واللہ اعلم، مدارج النبوة ۲۸۹۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی بیان کی تو حضرت
سوال علی رضی اللہ عنہ نے اے اکیا اور جبریل کر فرمایا کہ تم تجھ سے یہ نہیں پوچھ رہے کہ یہ اکی
ہے بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ اس بات میں تجھے کچھ شک نہیں اس نے کہا نہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اے جبریل اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ بول اس نے کہا سبحان اللہ یہ بات جلال
الہیہ تو بہ (تفسیر سواب الرحمن ص ۱۲۳)۔

اس میں اکنائے یابی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بات کہلانے کا پہلو مرگزا
نہیں نکلتا بلکہ بی صاحبہ کی صفائی میں مزید تاکید مقصود تھی کیونکہ بی بریرہ رضی اللہ

عنہا کے بیان میں اشارات و کنایات تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اشارات کنایات کو
مخالفین ممکن ہے کسی دوسرے سنی پر محمول کر لیں اس لئے تصریح چاہیے تاکہ مخالفین کو غما
کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ بی بریرہ رضی اللہ عنہا کی تصریح کے بعد ہی حضور علیہ السلام نے خود بھی

صفائی کے الفاظ بیان فرمائے اور مخالفین سے انتقام کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صفائی برائے
عائشہ رضی اللہ عنہا میں گزرا ہے کہ جب
جوئے کی نجاست والی روایت کی تحقیق

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوئے میں نجاست کا ہونا گوارہ نہ فرمایا تو سچ بی بی
عائشہ رضی اللہ عنہا میں اگر کوئی غای ہوتی تو آپ سے نزع کو کیسے گوارا فرمائیے اس حدیث شریف
کی طرف اشارہ ہے جو

ابو اؤد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ نے نماز کی حالت میں
جو نماز بارگاہ یاد دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے جوئے کو آپ نے ناسخ ہو کر صحابہ

پوچھا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوشوں کو اتار دیا آپ کو دیکھ کر ہم نے بھی ایسا کیا صحابہ نے عرض کی آپ نے فرمایا کہ مجھے توجہ جبریل علیہ السلام نے اظہار دی تھی کہ ان میں نجاست ہے۔

دہلی کے کم ایک قوم کی طرف سے نبی علیہ السلام کے اس عمل پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر غیبی داں ہوتے تو آپ کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش اتارنے میں اکتفا فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے۔ پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی ہی نجاست نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبریل علیہ السلام کا خیر دنیا اظہار غفلت اور رفعت شان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے کہ کمال تطہیف و تطہیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائق ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

”وقدر بفتح قاف و زال معجمه و اصل آنچه کمروہ پندارد آنرا طبع فظاہر انجاست بنود کہ مائیاں درست نباشد بلکہ چیزے بوردستقد کہ طبع آنرا ناخوش دارد والا نماز اسر سیکردنت کہ بعضے نماز بااں گذارده بود و خبر داند جبرئیل و بر آوردن از پا بہت کمال تطہیف و تطہیر بود کہ لائق مجال شریف ہے بورد“ اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب علم غیب میں ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۰۰ الفخار میں ہے۔
”اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر کیا ہے مگر یہ صحابہ

کے لئے اس لئے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرشتے نہ بناتھا مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی توثیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تسبیح کا حکم فرمایا ہے جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔“

جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ”آئینہ و مابیت نا“ میں لکھ دی ہے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا تفسیر مواہب الرحمن ص ۱۲ میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی بریرہ سے حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یا رسول اللہ

”مجھے اس میں کوئی بات عیب کی معلوم نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ لڑکی ہے سو جاتی ہے تو کبریٰ اگر خیر یا گوندھا آٹا کھا جاتی ہے۔“

یعنی وہ تو زنا جی برائی کا نام نہیں جاتی۔ بی بی بریرہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کو نیز مکفی سمجھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے جھڑکا تو اس نے کہا،

”بھئی میں تو اس کے حق میں سوائے اس کے کچھ نہیں جانتی جو سنار کھرے سرخ سونے کو جانتا ہے۔“ (قطبانی شرح بخاری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم کا اس واقعہ سے واسطہ پاک ہے اس لئے کہ وہ قاعدہ شریعہ سے پہلے سے واقف تھے چنانچہ امام خزانہ دین رازی قدس سرہ نے تفسیر کبیرہ ص ۱۸ تحت آیت انک لکھتے ہیں کہ

انہم كانوا متأكنين من العلم
بكونه بها فلان زوجة الرسول
لا يجوز ان يكون فاجرا
انہیں پورا یقین تھا کہ یہ واقعہ بریرہ بہتان ہے کیونکہ زوجہ رسول کسی فاجرہ نہیں ہو سکتی۔

فجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو اس واقعہ میں عاثر مبدلہ

رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں زجر و توبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے وقفہ سنتے ہی کیوں نہ سبحانک ہذا بہتان عظیم کہہ دیا چنانچہ فقیر نے گذشتہ اور اس کی تصریح کی ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قاعدہ سے بے خبر ثابت کر کے لاعلمی کی سمت لگانا واپس کی قیمت میں لکھا ہے اور وہ اپنی اس بد قسمتی کا ماتم کریں اور پھر آتش جہنم میں جانے کی ابھی سے تیاریاں کر لیں۔

صحابہ کرام کے میاں نات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسرور ہونا صاحب روح البیان قدس سرہ نے لکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اظہار فرمایا۔ فسبح علیہ السلام بذلك فصدقهم الله فيما قالوا فاضح اصحاب الافك ان الذين جاءوا^{۱۲۵} ^{۱۶}

تو حضور علیہ السلام شکر خوش ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کی تصدیق اور مہتان تراشوں کی تفتیش فرمائی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ مبارک بتاتا ہے کہ آپ کو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں شک نہ تھا ورنہ ان کی تصدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر برکت کیوں جب کہ انان جب کسی پر شک ہوتا ہے تو جب تک اس شک کا پورے طور پر ازالہ نہ ہو وہ محض قیاس آرائیوں پر خوش نہیں ہوتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسرور ہونا دو جانبوں کی سمت کی صحت کی وجہ سے تھا کہ ایک جانب سے محبوبہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت تو دوسری جانب پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اہلیت کے متعلق محض ظن کے عقیدہ پر صحیح اترنے کا معاملہ تھا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑے سے تائید و سلم نے جب منافقین اپنے

تہمت تراشوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو صحابہ کرام بے قابو ہو گئے غیر معمولی شور مچا ہوا وہ صرف اس لئے کہ بی بی صاحبہ بے گناہ ہیں اور اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی بے گناہی کی وجہ سے منافقین سے بدلہ دیتے ہیں چنانچہ قطانی ص ۲۹۶ میں ہے۔

قال ابن جریر واما حدیثك منهم لاجل قوة حال الحمیة التي غطت علی قلوبهم حين سمعوا ما قال صلى الله عليه وسلم فلم يتألفك احد منهم الاقام فی نورتہ

کیا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شک تھا اگر شک تھا تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھگڑے پر بھی اسی پالیسی پر گامزن تھے اگر خدا خواستہ اگر معاملہ برکت ہوتا تو نبوت کے پروگرام میں کیا وقت رہتی مہذب لوگ یہی سمجھتے کہ صرف اپنی عزت افزائی کے لئے ہوا ہے لیکن اللہ اللہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ عزت و عظمت بھی بحال رہی اور نبوت کے پروگرام یعنی احکام الہیہ کی نشر و اشاعت میں بھی کوئی فرق نہ آیا۔

یہی وجہ تھی کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جملہ اسباب بڑات میسر ہونے کے باوجود بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے جملہ اسباب پر حد اجراء نہیں فرمائی ابھی یہاں پہلو کو صاف کرنا تھا چنانچہ جب وہ پہلو مکمل ہو گئے منافقین اور قاذبین پر حد اجراء نہیں فرمائی ابھی یہاں پہلو کو صاف کرنا تھا چنانچہ جب وہ پہلو مکمل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی آیات کے ذریعے برأت کا اظہار فرمایا تب کہیں جا کر قاذبین کو سزا دی۔ حضور علیہ السلام کی اس حکمت عملی کی تاخیر سے فائدہ اٹھا کر واپس نے لاعلمی کی تہمت لگادی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صلی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصدیق و تائید سماعت فرمائی تو اب منافقین یعنی منافقین کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا جیسا کہ گذشتہ علم کی دلیل ہے کہ

فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من يومه فاستقذمت عبد الله بن ابي بن سليل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

يعذرني من رجل بلغني اذا هني اهل

اس عبارت میں "من يعذرني" اور "بلغني" اذا کے الفاظ ہمارے مؤید ہیں اس لئے کہ جسے شک ہوتا ہے وہ کیسے اپنے مخالف کے لئے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔

من يعذرني بمعنى من يقوم بعذري ان كاتته على قلبه فله ولا

يلومني او من ينصوني اقطالي ۳۹۵

یعنی وہ شخص کون ہے جو مجھے اس شخص کے متعلق معذور سمجھے جسے میں اس

کے قبیح فعل پر سزا دوں اور مجھے بجائے ملامت کرنے کے میری مدد کرے

اور یعنی شرح بخاری ص ۲۳۲ ج ۱۲ میں بھی مضامین لکھ کر فرمایا کہ

وقيل معناه من يقيم لي منه ويشهد لهدا اجواب سعد بن معاذ الخ

یعنی کون ہے جو میرا بدلہ لے اس مروی سے جس نے میرے اہل کے بارے

میں مجھے دکھ پہنچایا

اسی سنی کی تائید حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھی ہوتی ہے ایسے ہی اگر

بی بی صاحبہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شک تھا تو پھر ان کے معاملہ میں دیکھ بیٹے کا کیا معنی ہوگا

پہنچنے کا مفہوم اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب یقین ہو کہ بی بی صاحبہ کا واسطہ پاک ہے اور

و اتنی ان پر ہمت باندھی گئی ہے اور واقعی یہی بات تھی جیسا کہ دوسرے جگہ میں حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کافر فرمایا خواہے ما عانت علی اہلی الا خیر اس کی تشریح ہم نے

پہلے عرض کر دی ہے۔

حضرت بی بی عائشہ اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہما

صفوان رضی اللہ عنہما پر بدگمانی کے

کے مینہ میں داخلہ کا طریقہ بھی ہمارا مؤید ہے اسبابنا پیدتھ جن سے واضح

نبوت کتاب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان دونوں پر

کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی چنانچہ مروی ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا صاف ظاہر ہو حضرت صفوان کی

اڑنی پر ٹھیک دوپہر کو تمام لشکر کے سامنے تشریف لائیں اور اس وقت حضور سرور عالم صلی

علیہ وسلم خود بھی تشریف فرم تھے اگر اس میں ذرا برابر بھی عیب یا نقص یا غلطی کا شبہ ہوتا تو بیٹے

کھلم کھلا مزید طعنے میں داخل ہونے کے نہایت پرشید اور غصی طور آتے تاکہ کسی کو علم تک نہ ہو

(مواہب الرحمن ص ۱۸ پ ۱۸)

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی

اڑنی پر بٹھا کر لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی سعادت پر رشک کیا چنانچہ مواہب

الرحمن ص ۱۳ پ ۱۸ میں ہے۔

"اہل حق نے اس ظاہری صحت معاملہ کو نیک صورت دیکھ کر کچھ شک نہیں کیا

..... پھر صفوان بن معطل کے بے نصیب کہ ان کی خدمت گزاری کی دولت

حاصل ہوئی کہ خود اس قدر صداقت پید چلا اور اپنی ماں کو سولا لایا۔"

عام انسانوں پر بھی بدگمانی گناہ ہے کما قال تعالیٰ ان بعض النطن اثم بعض

بدگمانی گناہ ہے گمان گناہ میں اور پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا کہ جن کی دیانت و صداقت

اور تقویٰ و طہارت ضرب الشمل تھی اور پھر وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے

جن کے متعلق ہر گناہ سے معصوم ماننا فرض ہے تو پھر کون سا بد بخت ہوگا جو حضور علیہ السلام

کو بدگمانی جیسے گناہ میں ملوث کر کے آپ کی عصمت کا انکار کرے جب بدگمانی جیسے گناہ سے

نبوت کو معصوم ماننا ضروری ہوا تو لازماً علم ثابت ہوا جیسے ہمارا دعویٰ ہے۔

(ف) قرآن مجید میں تو اہل ایمان کو زبردستی بھی اس لئے کی گئی کہ انہوں نے نزول آیات سے

پہلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جن جن ظن کیوں نہ کیا جب کہ ان پر عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کے متعلق معنی واجب تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے لکھا کہ
ان ذالک واجب فی امر عائشہ رضی اللہ عنہا لان کو نہا زوجۃ
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المعصوم عن جمیع المنکرات کالدلیل
القاطع فی کون ذالک کذباً (تفسیر کبیر ص ۱۸۶ تحت آیت انکس)
ترجمہ: یہ سن ظن بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں واجب تھا کیونکہ یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کا معاملہ تھا اور نبی علیہ السلام کا جملہ منکرات سے
معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عقیدہ قطعیہ ہے اس کے برعکس کا جھوٹا ہونا زور
اور لازم ہے۔

اب نافرین سچیں کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر قبل از نزول آیات حسن ظن واجب
تھا اگر حضور علیہ السلام کے لئے یہ عقیدہ ہو کہ آپ کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر بیگمانی
تھی تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تارک واجب (معاذ اللہ) جو فاسق و فاجر کہلانے کا
سحق ہے ماننا پڑیگا یا نہ

(۱۳) **حدیث شریف**
روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انی لاعرف قوم ایضربون صدورہم ضرباً
یسمر اهل النار وہم الہمازون الہمازون الذین یلتمسون
عنورات المسالین ویہتکون مستورہم ویشتیعون فیہم من
الفواحش مالیس فیہم

(کذا فی تفسیر کبیر للرازی قدس سرہ ص ۱۸۳ تحت آیت انکس)

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میں اپنے
لوگوں کو خوب جاننا ہوں جو سینے میں ایسی باتیں رکھتے ہیں جنہیں الی نہ سستے

ہیں اور تازہ میں جو اہل اسلام کے عیوب تلاش کرتے اور ان کو بے عزتی اور
تہک کرتے ہیں اور ان کی دہ بری باتیں پھیلاتے ہیں جو ان میں نہیں۔

غور کیجئے کہ ایسے اشخاص جب حضور علیہ السلام کے علم سے اوجھل نہیں جو برائی کے
اشاعت میں منہمک ہیں تو اپنی زوجہ محترمہ کے بہتان تراشی لوگوں کے متعلق آپ کو لاعلمی کیسی
اس حدیث میں سے تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بہتان تراشوں کا علم تھا تو پھر لانا بی
کی پاکدامنی کا علم بھی تھا۔ ورنہ حدیث کا مفہوم غلط ہوتا ہے ہم اپنے مخالفین کو تو غلط کہہ سکتے
ہیں لیکن آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے خلاف کہنا گوارہ نہیں کر سکتے۔

و تقولون با فواہکم مالیس لکم بہ علم سے امام
امام رازی کا استدلال

فخر الدین قدس سرہ استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
و ذالک یدل علی انہ لایجوز الاخبار الامع العلمو (کبیر ص ۱۸۹)
اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نہ
صرف یقین سے خبر دی بلکہ قسم کھا کر فرمایا خدا اللہ ما علمت علی اہلی الاخیرا (بخاری)
میں ہم نے اپنے تفصیل سے لکھا ہے۔

(ف) امام فخر الدین رازی کے قاعدہ پر اسلام کے بغیر کوئی خبر دینا ناجائز ہے حضور پاک صلی اللہ
علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی خبر دی اگر وہابیہ کے قانون کو مانا جائے تو کہ آپ کو
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا تو معاذ اللہ حضور علیہ السلام پر ایک ایسے فعل
کا ارتکاب ماننا چاہئے تو ناجائز ہے اور نبوت پر ناجائز فعل کا ارتکاب کا قول وہابیوں
مانیں تو یائیں ہم تو ایسے کہنے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(۱۵) **امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ سوال کرتے ہیں**
امام رازی قدس سرہ کا دوسرا استدلال
کہ مانا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بی بی عائشہ

رضی اللہ عنہم کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پاکدامنی کا علم تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑھ کر دے ہوئے کیوں حکم فرمایا کہ انہوں نے واقعہ سنکر کہیں نہ کہہ دیا۔ سجدۂ ہذا بہتان عظیمہ کا قال والسوال الثانی لم اوجب علیہم ان یقولوا ہذا بہتان عظیمہ مع انہم کانوا عالمین بکونہ کذابا قطعاً

(ف) امام غزالیؒ کی اسی سوال سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین تھا کہ بی بی عائشہ پاکدامن ہیں تو پھر وہابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ سے لاعلمی ثابت کرنا تعجب غیر بلکہ عبرت آموز ہے نا معلوم اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لا علم ثابت کرنے میں کتنے نوافل کا ثواب ملتا ہے یا پھر عداۃ جہنم کے گروے میں گرے ہیں۔

(۱۷) **صفوان بن معطل نامر و تھے** قسم ہے اس ذات کی جن کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا یعنی میں نے کبھی بھی کسی عورت سے جماع نہیں کیا۔ قسطنطینی مع بخاری شریف ص ۳۴۲ میں ہے۔ امام قسطنطینی شرح صحیح بخاری فرماتے ہیں۔

وقدر وی اندکان حصوا	یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صفوان
وان معہ مثل الہدیۃ	نامر و تھے اور ان کا آکا تناسل ناکارہ
(امام شاد السامری شرح البخاری	تھا اور وہ ریشہ اور کپڑے کی دھجی کے
۳۴۲ ج ۲)	مانند تھا

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفوان بن معطل کے متعلق فرمایا ما علمت علیہ الا خیرا

ایسے ہی یعنی ص ۲۳ میں ہے کہ

وذكر القاضی ابو بکر بن العربی
انہ کان حضور الم یکشف
کنف انثی قط قد سئل عن
صفوان فوجد وہ لا یتای النسا

قاضی ابن العربی فرماتے ہیں کہ صفوان
میں قوت مردی نہیں تھی اور نہ ہی
وہ کسی عورت سے کبھی وطی کے مرتب
ہوئے ان کے متعلق واقعہ کے دوران
معلوم ہوا کہ وہ عورتوں کے جماع کرنے
پر قدرت نہیں رکھتے۔

(ف) یہ قاعدہ صحت ہے کہ خاص بیماریوں کا علم خاص دستوں کو ہوتا ہے جب صفوان کی لڑائی ان کے دستوں سے غفنی تھی تو بدرواج زمانہ حضور علیہ السلام پر کیے غفنی ہو سکتی تھی یہ قرینہ بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں شکی نہ تھے بلکہ یقین رکھتے تھے یہ مختلف طور طریقے مخالفین کے لئے اختیار کئے گئے جو اس وقت حضور علیہ السلام کو آن والوں کی طرح لاعلم سمجھتے تھے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

(۱۸) **ریس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول** وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ہم لوگ رسول اللہ کو اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اور اس کے لئے تاج تیار ہو رہا تھا آپ کی آمد سے اس کا بننا بایا کھیل بگڑ گیا اسی کی وہ جن نکال رہا ہے اور مختلف طور طریق سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت گھٹانے کی سوچا جیسا کہ منافقین کے حالات ہم نے سالہ ابلیس تا دیوبند میں لکھے ہیں اس کی نبوت پر مختلف بہتان تراشیاں مندرج ہیں اس کی اس چال سے ہر کس بھی تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بہتان تراشی بھی نئی نہیں تھی اس قرینہ سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ کے صحابہ کرام بھی

بھی مطمئن تھے کہ یہ خوش و خوش کا چھوڑا ہوا ہے جب یہ بات تھی تو پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نبوت کی بدگمانی کا کیا معنی اور لاعلمی کی تہمت کیسی۔

(۱۸) عقائد کے قوانین میں سے کہ نبی علیہ السلام کی بیوی بدکار نہیں ہوتی بہت پرانا قاعدہ جو قرآن مجید کی آیت الخبیثات للخبیثین والخبیثات للخبیثات سے سمجھا گیا اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات کو احسانِ سلام نہیں ہوتا چنانچہ شکوہ شریف کتاب الغسل میں ہے کہ نبی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب عورتوں کا احسان کا سنا تو متعجب ہوئیں اور کہا کیا عورت کو بھی احسانِ سلام ہوتا ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمے عام انسانوں کو یقین ہے کہ نبی علیہ السلام کی بیوی ذاتِ نور و درکنار احسان سے بھی پاک ہوتی ہے تو پھر حضور علیہ السلام پر بہتان تراشت کہ آپ نے نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر (معاذ اللہ) بدگمانی کی یا آپ ان کے حالات سے بے خبر تھے۔ اپنی نبوت دشمنی پر مہر ثبت کر کے مترادف ہے۔

(۱۹) ایک فطرت، فطرت انسانی کا قانون ہے کہ انسان خود بیا ہوتا ہے اس کی بیوی بھی ایسی ہوتی ہے یعنی اگر مرد تقریبی کا دامن ناتھ سے نہ چھوٹے تو بیوی بھی برائی کا ارتکاب نہیں کر سکتی الطبیات للطبیین کا یہی مطلب ہے اگر مرد کے کسی قسم کی غلطی ہو تو عورت کے لئے اس طرح کا ارتکاب ہو ہی جاتا ہے۔

(حکایت) صاحب روح البیان ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک درگزر نے اپنی دکان پر کسی بگانی عورت کو کنگن پہنانے کے یہاں پر دست درازی کرنا چاہی لیکن کامیاب نہ ہو سکا گھر واپس آیا تو اس کی بیوی نے کہا آج تیرے سے کوئی غلطی ہوئی ہے مرد نے کہا وہ کیسے بیوی نے کہا روزانہ صفائی والا آتا ہے لیکن چپکے سے چلا جاتا ہے لیکن آج اس نے میرے ار پر دست درازی کی مگر میں بچ گئی۔ مرد نے اقرار کیا کہ دکان میں میں نے اس طرح کی غلطی کی ہے تو

عورت نے فوراً کہا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

بہر حال یہ ایک نفسیات کا اندہ ہے جسے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جانتے ہیں اس لئے آپ پر بی بی صاحبہ کے لئے بدگمانی اور لاعلمی کی تہمت لگانا اپنی بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔

(۲۰) سورہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعات میں اپنا علم تو قبل از وحی اور قبل از انفسار از صحابیوں فرمایا واللہ ما علمت علی اہلی الا خیر اس کے بعد آپ نے جو کچھ کیا اور لاعلمی سے نہیں بلکہ نبی برحمت و تعلیم است تھا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مختصر حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر ص ۲۹ میں ہے۔
سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیء وانما خفی علی من راہ اصولہ لا تخلصوا غایباً قالوا لا فانظر ما علم من الوحی والذہبیت الماء والظین فکلون تلون اشاک بالامرت علیما لوفتہ الدین بعد الی یوم القیامۃ کیف یفعلون بالاسرار کما حتی جاء علمہ یرفع ما خفی عن اولئک فلو یطیق کما قیل

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شے مخفی نہیں ہے انہیں لوگوں پر پوشیدہ راہ جنہوں نے یہ جانا کہ ایسی صورت (یعنی تہمت جیسی عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی تھی) غایباً اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس امر کی تہمت لگانے ہیں۔ یعنی اے بدگمان لوگوں پر پوشیدگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی ذات ایسی بگانیوں سے بلند و بالا اور پاک ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا

کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پتے کا خیر پانی اور ٹی کے درمیان تھا۔ پس یہ تون (تفتیش و سوال و مشورہ اور معاملہ شاہک بالامر کا سا اسی لئے کیا کہ تعلیم کریں اپنی است کے دارین علم بنوی کو جو بعد آپ کے قیامت تک ہونے والے ہیں کہ وہ بھی اسرار کو اسی طرح پوشیدہ کریں یہ معاملہ شاہک بالامر کا سا آپ نے اس وقت تک کیا کہ جب تک علم برأت ان لوگوں کو نہ آگیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا علم کے باوجود لا علمی ظاہر کرنا حکمت پر مبنی تہذیبیہ یوسف علیہ السلام کو علم تھا کہ بجائے یوں نہ پیمانہ چرایا نہیں تھا لیکن ان سے وہی معاملہ کیا جو چوروں سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ مجید میں ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

فلما جهزهم بجهازهم جعل استنای فی رحل انھیں
ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکولسار قون الی ان قال
فبدأ بأوعیتهم قبل دعاء اخیہ۔
یعنی جب ان کا سامان تیار کیا تو ان میں پیمانہ رکھ دیا اس کے بعد اعلان کیا
کہ اے قافلے والو تم چور ہو اس کے بعد پھر اپنے بھائی کے سامان سے پہلے
اپنے سامان کی تلاشی میں شروع کی بتا

بتایے اس واقعہ یوسف علیہ السلام کو لا علمی ہے یا بھائیوں پر بدگمانی ہے
لیکن باوجود ایں ہر آپ نے ان کے ساتھ وہی کیا جو کچھ کیا۔ ایسے ہی یہاں سمجھیے لیکن
مخالفت برائے مخالفت کا کوئی علاج نہیں۔

(۳) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حالات سے پورے مطمئن
منا یقین کی چال تھے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطمئن بھی آپ کو کسی قسم کا
کوئی حد نہ تھا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ مدینہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد منافقین نے
قوت اور زور آزادی کے بجائے غلط پروپیگنڈا اپنے لئے کامیابی کا راز سمجھا جواب اور ایسے

انتہات کے لئے انہیں زور لگانے کا پورا وقت دیا جاتا اس دوران وہ اپنی قوت صرف کرنے
پر مجب ہے بس ہوتے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم خداوندی اصل و جہ ظاہر
فرماتے۔ اس دوران نہ ہوتے تے لب کشائی فرماتی اور نہ ہی دبی ربانی کا نزول ہوتا۔

اڈنی کا نقشہ اس کی ایک مثال اوٹنی کا واقعہ بھی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس کی تلاش کرنے کا حکم فرمایا جس پر منافقین نے جی بھر کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
پھتیاں اڑائیں لیکن جب لوگنت اعلم الغیب الحامیت اتری اس کے بعد صحابہ کرام سے
فرمایا جاؤ اڈنی فلاں جگہ پر ہے لے آؤ یا جیسے مار کے گم شدگی کے موقع پر ہوا جب آیت
تیم اتری اس کے بعد خورائش کو اٹھانے کا فرمایا جہاں سے ہار ملا وغیرہ وغیرہ

اس طرح کے درجنوں واقعات "ابلیس تا دیوبند" میں ہم نے درج کئے ہیں۔
انہی واقعات کو منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لاعلم کہا۔ انہی واقعات سے ہم
نے اثبات کیا اور تصریحات دکھائیں لیکن مٹ
مدیدہ کو کر کیا آئے نظر کیا دیکھے

ایسے ہی یہاں ہوا کہ حضور علیہ السلام نے "واللہ ما علمت علی اہل الاخیار
تم کھا کر اپنی پوری کمزور کی برأت ظاہر فرمائی لیکن انوس کہ نہ اس وقت منافقین نے مانا نہ آج
کے ماننے لگے۔ حضرت حاجی ابراہیم علیہ السلام بہا جگہ کی مراد

چہمی فرمایند پیر میغاں دیوبند تمام اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد

میں انہوں نے بھی نام لئے بغیر ان کے عقائد فاسدہ کی تردید میں فرمایا کہ۔
"لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء را دلیا کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جن
طرف نظر کرتے ہیں دریافت احوال غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم
حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیبیہ حضرت عائشہ کے معاملات

سے خبر نہ تھی اس کو دلیل پانے میں نہ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ ہم کے واسطے تو خبر نہ
ہے۔ (شائم امداریہ ص ۱۸)

یہ جابی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں جن پر مخالفین کو اعتقاد ہے انہوں نے بھی وہی فرمایا ہے جو
ہم کہتے ہیں اگر ہم فقیروں کو شرک کہا جاتا ہے تو ذرا عرش صاحب پر بھی ایک دفعہ
یہ فتویٰ پڑھ کر دم تکبیر۔ ورنہ پھر اگر فقیروں کی نہیں مانی جاتی تو اپنے پیروں کو شرک کہانیے
کیونکہ مرشد جو کچھ کہتا ہے وہ لسانِ رحمان کی ترجمانی فرماتا ہے۔ ط

قلندراچہ گوید دیدہ گوید

(۲۳) ہم مرزائیوں کی بدتمیزی اور ان کی شرارت کو دیکھ کر
مرزائیوں سے بڑے ان پر قبضہ لعنت کریں بہت کم ہے لیکن وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کے قائل ہیں اور بالخصوص عائشہ صدیقہ کے معاملہ میں انہیں
اقرار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر نہ تھے چنانچہ لاہوری پارٹی کے سربراہ
مولوی محمد علی نے بیان القرآن ص ۱۱ میں لکھا کہ۔

اوریہ کہتا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شک ہو گیا تھا یہ بھی آپ پر بہتان ہے آپ
نے نزول آیت سے پہلے وعظ فرمایا کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کا ہی علم
رکھتا ہوں۔

ناظرین خدرا انصاف فرمائیے کہ جن مرزائیوں کو ہم نے مل کر اقلیت قرار دیا اور کافر
کہا وہ غریب ہیں رسالت پر بدگمان کو بہتان تراشی سے تعبیر کر رہے ہیں پھر وہ کون ہے

۱۔ ہم کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کی تحقیق کر اہستہ معلوم و فضیلت صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم میں دیکھیے۔ اوریہ مغفلہ۔

جوان سے در قدم آگے واضح الفاظ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لا علمی اور بدگمانی کی تہمت لگائیں۔ (قالی اللہ المشتکی واللہ
المستعان)

اب علمائے متقدمین و فضلاء محدثین سے اس کا فیصلہ سنئے ط
اگر ہم کہیں تو برا لگے گا

وہابی دیوبندی مودودی متقدمین ائمہ و محدثین علماء کی عدالت میں

ہم نے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے ثابت کر دکھایا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین تھا لیکن مذکورہ بالا فرقوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو تہمتیں جڑ دیں۔

- ۱۔ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔
- ۲۔ آپ کو حضرت صدیقہ پر بدگمانی تھی۔

ان کی طرف اس واقعہ میں ایسا طریقہ ہے بلکہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہر معاملہ میں اسی طرح کی بدگمانی کی ان کا عام طریقہ ہے جیسا کہ ان کی تصانیف کے پڑھنے والوں
کو معلوم ہے۔ حالانکہ عام آدمی پر بدگمانی گناہ ہے لیکن انبیاء علیہم السلام پر بالخصوص
امام الانبیاء و سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر تو کفر ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں۔

- ۱۔ عینی شرح بخاری ص ۳۷۳ میں ہے۔

فی التلویع ظن السوء بالانبياء کفر یعنی انبیاء علیہم السلام پر بدگمانی کفر ہے

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا "جلوس نکاح اور نعرے لگا کر اقلیت کی قرارداد پابی
کر کے کفر پر مہر ثبت ابھی یا علامہ عینی جیسے محقق اور صاحب تلویع جیسے مدقق اور متقدمین فقہاء

وہدین و مفتین جیسے متین اچھے۔ وَنُفِوْضُ امْرَاٍ اِلَى اللّٰہِ وَاللّٰہُ بِصِیْرِ الْعِبَادِ

سوالات و جوابات

سوال اگر حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ میری زوجہ پر تہمت لگے گی تو رقت تیار ہی قدم سے کہہ دیتے کہ بیٹے بی بی کو کجاوہ میں بٹھاؤ۔ پھر مدینہ کو چلیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ آنا ہی خبری کہ مدینہ پہنچنے تک کوئی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ بی بی صاحبہ کو صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لیکر مدینہ میں پہنچے جسے منافقین نے دیکھ کر بے پرکی اڑا دیا۔

جواب: بقول شہداء اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کو یقیناً علم تھا پھر اس نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ مطلع کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہی تھا کہ اس واقعہ پر میرے محبوب کو سخت پریشانی اور غم و حزن لاحق ہوگا حالانکہ بارہا ایسا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی پریشانی اور غم و حزن لاحق ہوتا تو فرار جبریل علیہ السلام حاضر ہوجاتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی اور سلام لاتے ایک نظیر حاضر ہے حضرت شاہ عبداللطیف محدث دہلوی قدس سرہ نے مدارج النبوة ص ۲۶۶ میں

لکھا کہ ایک دن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ و اشراقِ نوحہ سے مشرکوں کے گے سورۃ النجم کی تلاوت کر رہے تھے جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ پر پہنچے اَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَ کَیَا قَم نے لات و عزیٰ اور ایک اور مَنَآةَ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰی۔ تیسرے بت مناة کو نہ دیکھا۔

تو شیطان نے دخل اندازی کی اور مشرکوں کے کانوں میں یہ آواز پہنچائی تِلْكَ الْفَرِیْقُ الْعُلٰی وَرَانَ شَفَا یہ بلند تبرا اصنام ہیں اور ان کی شفاعت عَنْہُمْ لَ تَرْتَجٰی۔ مقبول ہے۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ تمام فرمائی تو سجدہ کیا دوسرے مسلمانوں نے

بھی سجدہ کیا۔ مشرکوں نے بھی مسلمانوں کی موافقت کی۔ وہ بھی سجدے میں چلے گئے۔ اس وقت سجدہ حرام میں کوئی کافر ایسا نہ تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ بقول شہداء امیر بن خلف کے اس نے اپنے سر پر خاک ڈال اور اپنا چہرہ پیٹ ڈالا کہنے لگا "بس آنا ہی کافی ہے پھر مشرکین خوش ہو کر کہتے گے۔"

"محمد رسول اللہ علیہ وسلم" نے ہمارے بتوں کو یاد کیا اور ان کی تعریف کی اور ان کی شفاعت کا اثبات کیا۔ ہم بھی ان کے ساتھ آنا ہی اعتقاد رکھتے ہیں ہم ان کو خالق، رازق، جلائے والا اور ماننے والا نہیں جانتے۔ جب حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ اس بات پر اتفاق کر لیا تو ہم ان سے صلہ کرتے ہیں اور ان سے اور ان کے ساتھیوں سے ظلم و ستم کا ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ یہ خبر گوشت و گوشتہ میں پھیل گئی اور شیطان نے اسے خوب پھیلایا جب جہنم کے بہترین کو یہ خبر پہنچی تو وہ اپنے وطن کی طرف لوٹے۔ اس واقعے نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن و ملال میں ڈال دیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی خاطر کے لئے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا اَتَمَّخْنَا الْفٰی الشَّیْطٰنَ الْ

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حزن و ملال کو گوارا نہ کیا تو میری بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ تو اس سے اور سنگین تر تھا اس لئے یہاں کیدوس گوارا کرتے ہوئے خاموشی فرمائی تو لانا پڑے گا کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی جیسے اللہ تعالیٰ کا نہ بتانا مبنی بر حکمت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی یہی کہہ دیا جائے تو کوں ساحزج ہے جب کہ حضور علیہ السلام کے لئے ہم نے دلائل قاطعہ سے واضح کیا کہ آپ کو واقعہ نہ نہیں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت کا علم تھا۔

خلاصہ یہ کہ یہ سوال تو اللہ تعالیٰ پر وارد ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان حال اور غم و غمزدہ بتا دیکر گوارہ نہیں کرتا تو پھر اپنے نبی علیہ السلام کو کیوں لٹلا دیتا ہے۔

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کمال محبت کے باوجود رضائے الہی کے پیش نظر انہیں جنگ ویرانہ میں چھوڑ کر چلے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا یہاں کئی حکمتیں تھیں۔

۱۔ ان میں ایک یہ کہ آپ کو سنت اہل ہمسایہ پر عمل کرنا تھا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو بی بی بلعمرہ رضی اللہ عنہا کی سنت پر چلنا تھا۔ اور یہ واقعہ مجموعہ استحانات تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں با حسن وجہ کامیاب ہوئے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلیلہ ائیلہ ورسول کرام علی نبینا وعلیہ السلام کے جلیلہ

کلمات صوریہ و معنویہ اور علیہ وعلیہ کے جامع ہیں۔
آنحضرت ہمہ دارند تو تنہا دارنا

اسی اصول پر ضروری تھا کہ واقعہ انک ہو اور آپ واقعہ سے قبل اسے ظاہر بھی نہ فرمائیں تاکہ آپ اور آپ کی زوجہ محبوبہ و مرغوبہ سیدہ صدیقہ عقیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یوسف و یعقوب علی نبینا وعلیہم السلام کے استحسان و آرائش کا نوہ نہیں اور آپ اور آپ کے جلیلہ خاندان و متعلقین صبر کر کے اجر جزیل پائیں چنانچہ روح المعانی ص ۱۱ میں ہے۔

ولعل الحق انه علب الصلوة والسلام قد اخفى عليه الشرطية
الى ان اتفح امر البراءة ونزلت الآيات فيها الحكمة الابتلاء
وغیره الخ

بہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت درجہ کا صبر کیا یہاں تک کہ

اس کو زبان تک نہ لائے اور بی بی صاحبہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے کلمہ فصیحیل کو دہرایا اور اس امتحان کے جملہ حالات سے جیسے یعقوب علیہ السلام باخبر تھے ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر جیسے وہ ظاہر نہ کرنے پر مامور تھے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۔ بی بی مریم رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو ان کی برأت ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کروائی جس پر نصاریٰ کو تا حال ناز ہے لیکن بی بی مریم سے بڑھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب و کمالات کا اظہار مطلوب تھا کہ ان کی برأت خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی اور وہ بھی اٹھارہ آیات پر مشتمل اور وہ بھی مخالفین کی پوری چھان بین کرنے کے بعد تاکہ بعد کو کوئی محبوبہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبان درازی نہ کر سکے۔ کچھ بھی یہ قانون جاری ہے کہ جو بھی بی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایسے بکواس کرے تو وہ کافر اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

چنانچہ انسان العیون ۶۲۲ وغیرہ میں ہے کہ

ومن قذف ازواجہ صلی اللہ	جو بھی حضور صلی اللہ علیہ السلام کے
علیہ وآلہ وسلم فلا توبۃ لہ	ازواج پر بہتان تراشی کرے اس کی
البتۃ كما قال ابن عباس وغیرہ	توبہ قبول نہیں جیسا کہ ابن عباس
ولیقفل کما نقلہ القاضی عیاض	نے فرمایا عائشہ کا بہتان تراشے
وغیرہ وقیل یخص القتل	واجب القتل ہے باقی ازواج کے
بمن قذف عائشۃ ویجد	بہتان تراش کو دودھری مرزا دیکھائے
فی غیابہا	

۳۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اٹھتی جوانی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو جائیگا اس کے بعد عمرہ درشتاک بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیگی

۴۔ ملائکہ کے لئے فقیر اویسی کی کتاب علم یعقوب کا سلاطین و سلاطین

اس عمر میں ان پر لوگوں کا بدگمانی کا شکار ہو جانے کا امکان تھا اور یہ اس کے پیارے محبوب
علیہ السلام کی ہتک اور توہین ملے اس طرح تمام غلط اسکا فی صورتیں جڑ سے کٹ گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقیقش حال اور استشارات از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعیں
اور معاملہ کو طویل کرنے اور وحی کے انتظار میں بھی یہی حکمتیں تھیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے منافقین یعنی منافقین اور منافقین کے خواب زجر و توبخ فرمائے
اور منافقین کو حدیں لگیں اور پھر نہ صرف منافقین کو سبق ملا بلکہ ربی دنیا تک نبی بی عائشہ رضی اللہ
عنہا کی مصمت پر مہر ثبت ہو گئی اور ایسا سخت قانون بنا دیا گیا کہ اب جو بھی نبی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کے حق میں زبان کثانی کرے گا اس پر نہ صرف کوڑوں کی سزا بلکہ اسے جان
سے مار دینا ضروری ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا محبوبہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن رافض پیدا
ہوں گے اسی لئے اب سے پوری چھان بین ہو جائے تاکہ بعد کو یہ ظالم محبوبہ محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم پر بربری تہمتیں نہ لگا سکیں۔ بخدا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنے سخت ارشادات نازل
نہ ہوتے تو ظالم رافض بی بی کے حق میں کیا کیا کہتے۔ اب بھی جب کہ اتنی سخت و شدید
نازل ہوئیں لیکن پھر بھی رافض بی بی پر سخت کلامی اور بربری تہمتوں سے باز نہیں آتے تفصیل
تیسرے کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق علم نہ
سوال تو نازل ہی تک مغموم و محزون اور پریشان کیوں ہے۔

جواب جیسے ہم نے بخاری شریف میں سے اپنے دوری پر صاف "واللہ ما
علمت علی اہلی الا خیراً" دکھایا ہے۔ ایسے ہی مخالفین کو صاف دکھانا چاہیے لیکن ان
کے ہاں لاعلمی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صاف الفاظ کہاں۔ ان کے پاس تو صرف گمان ہی گمان

ہے۔

جواب ۱۔ عقائد کا قانون ہے کہ عقائد کے لئے گمان اور محض خیال دلیل نہیں بن سکتے بلکہ
گمان کبھی غلط بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ان بعض الظن اثم بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

جواب ۲۔ ہم نے صاف الفاظ دکھائے ہیں اور مخالف نے گمان کیا ہے اور قرآنی تائید
ہے کہ گمان یقین کا مقابلہ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان الظن لا یغنی عن الحق
شیئاً"

جواب ۳۔ ہمارے پاس دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہیں کہ غلطی کی دلیل نہیں بلکہ
لبا اوقات حزن و ملال علم کی دلیل ہوتا ہے۔ دلائل ہم نے اپنی تفسیر اویسی میں تفصیل سے لکھے ہیں۔
یہاں پر ہم صرف چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

نمبر شمار	آیت	پ	س	ع
۱	ولا یحزنک قولہما ان العزۃ لله جمیعاً	۱۱	یونس	۱۰
۲	ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۲	آل عمران	۱۸
۳	یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۶	المائدہ	۲۰
۴	فلا ین فی صدرک حرج			
۵	قد علم انہ لیحزن الذی یقولون فانہم لا ینکذبونک	۷	الانعام	۷۰
۶	ولا تعزن علیہم	۱۲	حجر	۲۰
۷	ولقد علم انہ لیفتق صدرک بما یقولون	۱۲	"	"
۸	ولا تعزن علیہم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون	"	نحل	۱۲
۹	" " " " " " " " " " " "	۲۱	تقصص	۲۰

نمبر شمار	نام آیت	پ	س	ر
۱۰	فَلَا يَجْزِيكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا سَيُرُونَ وَمَا يَلْتَمِزُونَ	۲۳	بیلر	۵

ف۔ اس قسم کے آیات فقیر کی کتاب "مرآة الدلائل محل السائل" میں دیکھیے۔
یہ آیات مراحۃ دلالت کرتی ہیں کہ تم اور حزن لاعلمی کی دلیل نہیں ہوتا بلکہ اللہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ علم بھی ہے لیکن حزن و ملال بھی۔ چنانچہ ان میں سے ہم چند آیات کی تفاسیر سے تشریح پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو مزید تلی و تشفی ہو۔

۱۱۔ قَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُ لِيَجْزِيَكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّمَا لَا يَكُنْ لَكَ بَلَاءٌ وَلَكِنِ الظَّالِمِينَ

بآیات اللہ مجددت
ترجمہ: اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم جانتے ہیں کہ آپ کو وہ بات غمگین کرتی ہے جو کفار کہہ رہے ہیں۔
کہ وہ آپ کو تو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم درحقیقت اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

دیکھیے اس آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ کفار کے کبوا اس اور خرافات سے ہے چنانچہ ابوہریر کا قول صاحب کشف و غش نے نقل کیا ہے کہ "دکان ابوہریر یقول ما نکذبک لانی عندنا صادق وانما نکذب ما جئنا بہ" ترجمہ یہاں غمگین ہونا علم کے منافی نہیں ایسے ہی سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں سمجھئے۔

۲۔ وَلَا يَجْزِيكَ الَّذِينَ يَسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۝ ۱۸۶

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو یہ غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کر رہے ہیں۔

ف۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی تو اس سے کئی منافقین نے اپنے کفر کا کھلا

اعلان کر دیا اور کفار بھی حضور علیہ السلام کی انتہائی جدوجہد کے باوجود اپنے کفر پر چپے رہنے پر مصر تھے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مغموم رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ غمناک کیوں ہیں آپ نے تو سمجھانے کا حق ادا کر دیا اس کے باوجود اگر وہ کفر پر مصر ہیں تو یہ ان کی بدنصیبی ہے۔

غور فرمائیے آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا محض منافقین کی خدشات اور کفار کی شقاوت سے ہے۔ ایسے ہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی غمگین منافقین کی غلط بیانی اور بعض اپنوں کی اس میں حصہ لینے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَجْزِيكَ الَّذِينَ يَسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۝ ۶ رُكُون ۱۰

ترجمہ: اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو وہ لوگ غمگین نہ کریں جو کفر میں جلدی کر رہے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم صرف اپنے منہ سے ایمان لے آئے ہیں حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لے آئے اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں۔

ف۔ اس آیت میں حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا دو گروہوں سے تھا۔

۲۔ وَلَا يَجْزِيكَ تَوَلَّاهُمْ ان الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ ۱۲

ترجمہ: اور آپ کو ان کی باتیں غزوہ نہ کریں بے شک تمام عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

ف۔ اس آیت میں بھی حضور علیہ السلام کو کفار کی کبوا سے غمگینی ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کیا کوئی بے وقوف اس سے ثابت کر سکتا ہے کہ آپ کا غمگین ہونا لاعلمی سے تھا تو جیسے یہاں آپ کا غمگین ہونا لاعلمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کفار

کے بحواسات و خرافات کی وجہ سے ہے تو ایسے ہی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ بھی منہم و محزون ہونا ان منافقین کی بحواسات و خرافات سے تھا نہ کہ اصل واقعہ سے لاعلمی۔

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم و الم مشہور ہے لیکن وہ بھی مفسرین کے نزدیک لاعلمی نہیں تھا بلکہ نبی برحمت تھا۔ چنانچہ تحقیق فقیر نے اپنے رسالہ دفع النعف فی غم ابی یوسف میں لکھی ہے یہاں پر صرف دو تفسیروں کے حوالے حاضر ہیں۔

- ۱۔ مزہب الرمن ص ۱۳ تحت آیت انما اشکوا الخ لکھا کہ مترجم کہتا ہے کہ اس میں اشارت ہے کہ میری گریہ و زاری اپنے رب کی جانب بعض حکمت پر مبنی تھا (واللہ اعلم) اس کا ایک سبب صاحب روح المعانی نے ص ۱۸۰ تحت آیت بل سئلت لکم الخ لکھا کہ
- ۲۔ دلیل مع هذا العلم انما حزن علیہ السلام لما خشي عليه المکرهه والشدة في غیر الموت
- یعقوب علیہ السلام جاننے کے باوجود مخزون اس لیے ہے کہ یوسف علیہ السلام پر تکالیف و مصائب ولے ہوئی ہیں اس کے معنوم و محزون ہوئے۔

خلاصہ کلام ہم یعقوب علیہ السلام کے لئے مقدمہ کہتے ہیں کہ انہیں یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات کا علم تھا اور چونکہ امتحان ایزوی تھا اسی لیے باپ کیلئے کوشش جاری ڈال دی اسی نے جہانی سفارت سے یعقوب علیہ السلام روئے اور روزنا علمی سے نہیں تھا بلکہ جدائی سے تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام کا واقعہ اور روزنا علمی کی دلیل نہیں بن سکتی تو پھر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ کو لاعلمی کی دلیل بنانا کہاں کا انصاف ہے جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم کھا کر اپنے علم کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ نبوت دشمنی نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۔ ایک اور دلیل بیچے وہ یہ کہ انسانی فطرت ہے کہ جب اس قسم کے حوادث کا درود ہوتا ہے تو علم کے باوجود غم و الم لازماً ملتا ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

علیہ السلام کو دیا میں ڈالتے وقت بذریعہ الہام یقین دہانی کرائی کہ تیرا یہ صاحبزادہ واپس تجھے ملے گا اور بعد کو رسول و پیغمبر بنے گا فلہذا اُسے دیا میں ڈال دے اور نہ گھبرانا اور نہ ہی غم کھانا کا قال اللہ تعالیٰ وادحین الی ام موسیٰ ان امر ضعیفہ الی ان قال انا ما اودوا الیکم و جا علوا من المہسلین اس کے باوجود جب بی بی نے دیکھا کہ صاحبزادہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا تو اپنے سے باہر ہو گئی اور قریب تھا کہ رزنا فاش کر دیتی کہ قال تعالیٰ و اصبہم فؤادام موسیٰ الی ان قال ان کادت لتبدي بـ الخ

وہ بی بی ولیدہ کامل تھی اس لئے قلم سے وحی ربانی یعنی الہام حق سے نوازا گیا باوجود یہ کہ انہیں قرآنی ارشاد سے علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں واپس ملیں گے۔ جو ان ہو کر رسول پیغمبر بنیں گے لیکن بی بی معنوم ہوئیں۔

ایسے ہی حضور علیہ السلام کا معاملہ سمجھئے کہ آپ پر آپ کی محبوبہ صدیقہ سفینہ رضی اللہ عنہا کے لئے غم و الم کا لاحق ہونا لازمی امر تھا لیکن اُسے لاعلمی پر محمول کرنا اپنے آپ کو نبوت سے دور کرنے کے مترادف ہے۔

۷۔ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ایک معاملہ لیجئے وہ یہ کہ غزوہ بدر کے وقوف سے پہلے آپ کو یقین دہانی کرائی گئی کہ فتح و نصرت آپ کو ہوگی لیکن اس غزوہ میں فکرم کفار کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلت اسباب کے تحت کتنا گڑبگڑا تھا تو یہاں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ معاذ اللہ آپ کو فتح و نصرت کا یقین تو تھا لیکن امت کو بجز دنیا کا درس دینا مطلوب تھا۔ ایسے ہی یہاں لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ اسے حکمت اور رزق حق سے تعبیر کیا جائے۔

۸۔ ایک اور واضح دلیل بیچئے وہ یہ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سانحہ فاجعہ اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد کو ہوا لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ کے وقت بیان فرمایا کہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کو میری

امت شہید کریگی اور آپ نے اس وقت کربلا کی مٹی سرخ رنگ کی دکھا بھی دی اور ساتھ گریہ بھی فرمایا اور چٹان مبارک سے آنسو بہ نکلے۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں ربی لی ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

فدخلت يوم اُعلى رسول الله
فوضعت في حجره ثم كانت
صخر التفاتة فاذا عينا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
تقصر ليقان الدموع قالت فقلت
يا بنی الله بانی وائی مالک قال
اتانی جبریل علیہ السلام
فاخبرنی ان امتی ستقتل
ابی فقلت هذا قال نعم
اتانی بترتبه من توبه حمراء
(مشکوۃ ۵۷۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین کی پیدائش ہو چکی تھی میں نے بچے کو حضور علیہ السلام کی گود میں رکھ دیا پھر میں نے توجہ کی تو آپ کی چٹان مبارک آنسو بہا رہی تھیں۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ روتے کیوں ہیں فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اسی بچے (حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کریگی تو میں نے کہا اسی (حسین رضی اللہ عنہ) کو۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ جبریل علیہ السلام کربلا کی سرخ مٹی بھی میرے ہاتھ لایا ہے۔

(ف) اسی حدیث مبارک سے ظاہر ہے کہ علم کے ہوتے گریہ تھا بھی ہمارا مقصد ہے کہ جسے روزِ لا علمی کی دلیل نہیں تو پھر آپ کا مغموم و محزون ہونا واقعہ افک میں لا علمی کی کسی دلیل بن گیا۔

قلم کو روک کر اپنی دلائل پر اتنا کرتا ہوں طوالت تو ہو گئی لیکن اہل انصاف کے ہاں یقین کا کافی سرمایہ جمع ہو گیا اور ہم نے مضمون کو عدا طویل کیا جب کہ مخالفین کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو عائشہ کی پاکدامنی کا علم ہوتا تو مغموم کیوں ہوئے اب تو ناظرین کو یقین ہو گیا کہ غمگینی لا علمی سے نہ تھا بلکہ اس سے فطرتِ انسانی کی تصدیق مطلوب تھی کہ جب کسی شریف النفس انسان پر اس قسم کی بہتان تراشی ہوتی ہے تو وہ مغموم و محزون ہوتا ہے نیز آپ نے ایسے موقع پر غم کا اظہار کر کے اپنی امت کا بھلا کیا کہ اگر ان پر رتہ تڑا ہوتا تو انہیں گھبراتا نہیں چاہیے بلکہ صبر و سکون سے اس کو بھرا کر اٹھا لیں اور مغموم و محزون ہوں گے تو سنتِ نبوی کے مطابق ثواب کے مستحق بھی ہوں گے۔ اسی سے نوشیقِ کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کا بھلا کر رہے ہیں کہ اتنی ایسے موقع پر مغموم تو ہو گا تو پھر وہ درگاہِ حق کے انعام سے محروم نہ رہے۔ لیکن افسوس بد قسمتوں پر کہ وہ اس غم و الم کو کہاں تک لے گئے۔

اور فقیر اسی منفرد کے دلائل کی تائید اسلافِ صالحین سے ہوتی ہے جیسا کہ گذر۔
روح المعانی کی گواہی (غمگین ہونا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غمگین ہونا بھی اس وجہ سے تھا کہ آپ کے خاندان میں ایسا

غلط چرچا کیوں ہوا و خمدیقہ کی بے گناہی کا یقین رکھتے تھے۔ صدرِ توبی تھا کہ بے گناہ پر رتہ لگی۔ اگر ان کی بے گناہی کا علم نہ ہوتا تو اس قدر صدمہ بھی نہ ہوتا۔ اگر آج ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ننان شخص کو بے گناہ پچاسی برس کا دیا گیا تو ہمیں ضرور صدمہ ہو گا اور اگر اس کی بے گناہی کا

علم نہ ہو تو اس قدر صدمہ بھی نہ ہوگا اور یہی ممکن ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صدیقہ کی پاکدامنی کا علم تھا چنانچہ روح المعانی ج ۱۹ میں ہے۔

وما عداہ من الہم انما ہوا مرطبیٰ حصل بسبب خوض المنافقین
ومن تبعہم وشیعہ ما لا اصل لہ من الباطل بیت

اور صاحب روح المعانی کے اس دعویٰ کی دلیل خود حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بیانات سننے کے بعد فرمایا من یصدق من رجل یلقنی اذا ہذا ۱۲ یہ جملہ شاہد ہے کہ آپ کو غم و الم اور حزن اپنے دشمنوں اور مخالفین کے کجواسات سے تھا اسی لئے بعد قسم کھا کر فرمایا فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیراً سوال : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم ہوتا تو واقعہ انک کے بعدائی عائشہ سے لطف و کرم نہ چھوڑتے اور نہ ہی ان سے توجہ ہٹاتے چنانچہ خود بی بی رضی اللہ عنہا کو اس کا احساس تھا اسی وجہ سے انہیں شک و شبہ بھی ہوا کہ کوئی بات ضرور ہے جس سے میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لطف ترک کر دیا جو سابقاً تھا چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں :-

والاشعر لبشئ من ذلک وهو یرینی فی وجعی الی لا اعرف
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللطف الذی
كنت اری حین اشتکی انما یدخل علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فیسلم ثم یقول کیف تیکم ثم ینصرف
فذلک الذی یرینی ولاشعر بالشئ

جواب : یہ لاعلمی کی دلیل نہیں صرف گمان ہے اور گمان دلائل میں شامل نہیں۔
جواب ۲ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ کی طرف سے توجہ کا کم کر دینا لاعلمی

کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس تہمت کے بعد غیرت محمدیہ کا تقاضا یہ تھا کہ جب تک یہ معاملہ اللہ کی طرف سے صاف نہ ہو۔ اس وقت تک سرکار توحید میں کمی فرمائیں تاکہ کسی دشمن کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی تہمت سے کوئی نفرت نہیں چنانچہ روح المعانی ج ۱۹ میں ہے کہ

ولم یقل صلی اللہ علیہ وسلم نحو ذلک لحسن الظن لشدة غيرة
علیہ السلام والغیور لا یکاد یعول فی مثل ذالک علی حسن
الظن الی

یعنی اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے بنائے حسن ظن دوسروں کی طرح بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی و کبر معاملہ ختم کرتے لیکن آپ نے اپنی غیرت کے تحت ایسا نہ کیا اور نہ ہی غیور انسان ایسے امور میں حسن ظنی کو کام لاتا ہے۔

جواب ۳ : قسطلانی ج ۳ میں ان الفاظ کو لطف پر محمول کیا ہے اور یہ ظاہری عدم لطفی بھی لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مظلومی کا اظہار اور ان سے محبت و پیار کی ایک علامت ہے چنانچہ فطرت شناس اشخاص سے مخفی نہیں کہ جب کسی کے پیارے دوست اور معزز شخصیت پر اس قسم کی تہمت لگتی ہے تو اس کے دوست اس سے وہ محبت بھری باتیں نہیں کرتے جو اس سے قبل ہوتی تھیں حالانکہ جانتے ہیں کہ ان کا وہ دوست ہر طرح کی تہمت سے بری ہے یہ بھی ایک قسم کا پیار ہے لیکن یہ راز وہ جانتے ہیں جنہیں پیار و محبت سے واسطہ پڑا ہے جو محبت سے کورا ہو وہ کیا سمجھے۔

جواب ۴ : اس بے لطفی سے ناراضگی یا معاملہ سے بے خبری مراد نہیں بلکہ وہ محبت و پیار کی باتیں مراد ہیں جو عموماً گھریں خوشی و فرحت سے ہوتی ہیں کیونکہ جب انسان کو سیرونی حادثہ بالخصوص ناجائز تہمت لگے اور خاص طور جب اپنے بھی دشمنوں سے مل جائیں تو انسان گھر

والوں سے تعلق نہیں ہوتا لیکن یہاں تو معاملہ بھی سنگین تھا اور پھر خود بی بی رضی اللہ عنہا کی ذات سے۔

جواب ۵: یہ معاملہ آپ اور بی بی سے خصوصی طور امتحان کا تھا۔ امتحان گاہ والوں سے پوچھیے کہ امتحان کے وقت امتحان والوں کے درمیان جو بے لطفی و عدم اتفاق ہوئی ہے کیا وہ بھی ایک دوسرے پر کسی بدگمانی سے ہوتی ہے یا انہیں ایک دوسرے پر ناراضگی کا سبب ہے۔

جواب ۶: سیدنا صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے اس کی عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے۔

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف ایک سخت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ حالتِ غم کا نشانہ بے التفاتی ہے اور اگر حق تعالیٰ حق بین آنکھ عطا فرمائے تاکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوب کی طرف توجہ نہ فرمانا۔ وحی دیریں آئی۔ اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو صبر پر زیادہ ثواب ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات اللہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرمائیے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب اپنی محبوبہ کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائقِ شانِ کامل ہے یا کفار کے طعن سے بقیار ہو

کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں۔ شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں۔ اس واسطے عرصہ تک وحی ہی سامنے نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں۔ ان کی تسکین فرماتے ہیں۔ یا وحی کلام محبوب حتیٰ میں دیر ہونے سے بے قرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ کو ظاہر نہ فرماتے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں۔“

نورِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برکتِ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یقین ہونا امرِ نہایت ہو گیا۔ لیکن ان لوگوں پر انفس ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو گانہیں کیں۔ ایک تو یہ کہ ان کو صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی تھی۔ دوسری یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم تھا یہ دونوں باتیں نبوت پر سخت حملہ آور اور نہایت درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔

سوال: اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا تو بھی آپ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تفتیشِ حال کیوں فرمائی؟ اور صحابہ کرام سے بی بی کے متعلق مشورہ کیوں کیا کہ انہیں پاس رکھیں یا جدا کر دیں جیسا کہ ”یشاورہا فی فراق اہلہا“ معلوم ہوتا ہے۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ کے معاملہ کی تفتیش خود علم حاصل کرنے کے لئے نہیں فرمائی بلکہ حضرت صدیقہ کی پاکدامنی کو ان مسلمانوں کے ذہن میں قائم کرنے کے لئے فرمائی جو مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھے جب ان کے دلوں میں حضرت صدیقہ کی طرف سے بدگمانی راسخ ہو چکی تھی تو بمقتضائے فطرتِ بشریہ یہ بات قرینِ قیاس تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بذاتِ خود صدیقہ کی پاک پروردیں تو شاید وہ سرکار کے حق میں بھی بدگمان ہو جائیں اور یہ خیال کرنا کہ ان

کی عزت کا معاملہ ہے۔ اس لئے اس طرح فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس معاملہ میں زور نہیں دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ہمارے حق میں بدگمان ہو کر کفر و ارتداد تک نہ پہنچ جائیں۔

ہماری اس تقریر کی تائید مخالفین کی مستند اور معتد علیہ تفسیر روح المعانی ص ۱۱۱ ہے ہوتی ہے۔ صاحب تفسیر رحمۃ اللہ نے لکھا کہ

و یحتمل انه صلى الله عليه وآله وسلم كان عالماً بان السلامة من المنفر من شروط النبوة لكن خشى من الله عز وجل الذي لا يجب عليه شيء ان لا يجعل ما خاض المنافقون واتباعهم فيه من المنفران لا يثبت سبحانه خلق النفوة في القلوب عليه يسمنع من الاتباع فتختل حكمة البعثة فداخله عليه الصلوة والسلام من الهم مرداخله وجعل يتبع الامر على اتفوجه وما ذاك الا من مزيد السلم ونهايته الهزم وتظيرة من وجه خوفه عليه الصلوة والسلام من قيام الساعة عند اشتداد الريح بحيث لا يستطيع ان ينام مادام الامر كذلك حتى تمطر السماء

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ اس تحقیق و تفتیش کی ایک حکمت یہ تھی کہ اسباب عادیہ یا لوث طبع بشریہ کے ذریعہ حضرت صدیق کی پوزیشن کو بدگمانی کرنے والے مسلمانوں کے ذہن میں بھی واضح اور صاف کر دیا جائے اور منافقین پر بھی محبت قائم کر دی جائے کہ اتنی تحقیق کے بعد بھی کوئی بُرائی پائی ہی نہیں جاتی۔

سوال: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واللہ ما علمت عنی اہلی الاخیار سے علم نبوی ثابت کیا ہے یہ غلط ہے کیونکہ یہ کلمہ اصحاب نے بھی سنا ہوگا۔ پھر بھی یہ بات بدگمانی پر قائم ہے۔

جواب: یہ حدیث شریف بخاری میں ہے ہر ایک سے پڑھ کر یقین سے کہہ سکتا ہے کہ بدگمانی کرنے والے دو چار محدود صحابی تھے اور وہ بھی منافقین کے غلط پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے فلہذا انہوں نے یہ کلمہ سنا ہی نہ ہوگا اگر وہ سن لیتے تو ضرور انہیں اپنے نبی علیہ السلام کی قسم پر استہد ہو تا کیونکہ وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے اگر بالفرض سنا بھی ہو تب بھی انہوں نے اپنے اجتہاد سے حضور علیہ السلام کے اس قول اور قسم کو بی بی بائشہ رضی اللہ عنہا پر حسن ظن پر محمول کیا ہوگا۔ اور ایسا ہونا صحابہ کرام سے عام تھا خواہ فی نفسہ ان کا وہ اجتہاد سنی برصواب بھی نہ ہو لیکن اجتہاد کرتے تھے۔ یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس غلط طریقہ پر سزا یاب ہوئے۔

سوال: حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو تم کو توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کرے۔ جواب: حضرت صدیق بی بی اچیں طرح سمجھتی تھیں کہ حضور خود علم حاصل کرنے کے لئے یہ بات نہیں فرمائی ہے۔ بلکہ دوسرے کے اذنان کو میرے حق میں بدگمانی سے پاک فرمانے کے لئے یہ کلمات حیث ارشاد ہوئے ہیں۔ لہذا جواب میں جمع کے صفیہ بولتی ہیں اور ایسے الفاظ فرماتی ہیں جن کے مخاطب حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

انی واللہ لقد علمت لقد سمعتم
هذا الحديث حتى استعترف
الفاسم وصدقتم به فلن

خدا کی قسم مجھے معلوم ہے تم لوگوں نے
یہ بات سنی ہے اور تمہارے دونوں
میں قرار پڑ چکا ہے اور تم نے اس کے

قلت انی بریة لا تصدقونی و
لئن اعتزنت لکم بامر اللہ
یعلم انی منہ بریة لتصدقنی
فواللہ لا اجدل و لکم مثلاً
الا بابا یوسف حین قال
فصبر جیل واللہ المستعان
علی ما تصفون

تصدیق بھی کر دی ہے۔ اگر میں تم سے
کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری
ہرگز تصدیق نہ کرو گے اور اگر تمہارے
سامنے کسی ایسے امر کا اقرار کر لوں۔
جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے
کہ میں اس سے پاک ہوں تو مجھے سچا
مان لو گے! تو خدا کی قسم جب میرے اور
تمہارے لئے سوائے حضرت یعقوب علیہ
السلام کے اور شل نہیں جب انہوں نے
یہ فرمایا کہ نصیر جیل واللہ المستعان
علی ما تصفون۔

ناظرین! خدا ربی کے ان الفاظ پر غور فرمائیے کہ یہ بات تمہارے دلوں میں قرار پکڑ چکی
ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ کیا اس کلام کے مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہو سکتے ہیں؟ کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں نعوذ باللہ حضرت صدیق کی برائی
بیٹھ چکی تھی؟ کیا حضور نے اس کی تصدیق فرمادی تھی؟ جو لوگ اس معاملہ میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے علم کے منکر ہیں وہ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ حضور نے تو قسم کھا کر ارشاد فرمایا تھا
واللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا۔ اس کلام کو اگر حسن ظن پر بھی محول کر دیا جائے تب بھی
حضرت عائشہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ظن ثابت ہوگا۔ حسن ظن کے ساتھ ان کی برائی
کا دل میں بیٹھ جانا اور اس کی تصدیق کر دینا کیسے جمع ہو سکتا ہے؟
معلوم ہوا کہ حضرت صدیق نے اگرچہ بظاہر حضور کو مخاطب بنایا مگر اپنے اس خطاب کا

رخ ان ہی لوگوں کی طرف رکھا جو منافقین کے بہکانے میں آکر مسلمان ہونے کے باوجود تہمت
لگانے میں مبتلا ہو گئے تھے اور ان کے دل میں حضرت صدیق کی طرف سے برائی بیٹھ گئی تھی اور
انہوں نے تہمت لگا کر اس کی تصدیق بھی کر دی تھی جیسا کہ ہم نے اسے تفصیل سے لکھا ہے اگر اس
کلام کے مخاطب حضور علیہ السلام ہوں تو نعوذ باللہ حضور علیہ السلام بھی تہمت لگانے والوں
میں شامل ہونگے کیونکہ کسی پر برائی کی تصدیق کرنا ہی تہمت ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پاک ہیں۔

سوال: واقعی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نبی عائشہ کی پاکدامنی کا علم تھا تو
پھر ایک ماہک معاملہ کو طول کیوں دیا اور خواہ مخواہ اسے ہر ایک سے بی بی کے متعلق چھان
بین کی اور طرح طرح سے اپنی بی بی کی صفائی کے لئے مجہد و جہد کیا علم کے باوجود ایسا
کیا گیا اور کیوں؟

جواب: ایک مہینہ یا اس سے زائد تک اس معاملہ کو طول دینے کی حکمت بھی یہی تھی
کہ اگر حلبی سے معاملہ ختم کر دیا جاتا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات رہ جاتے۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمتِ علی کے مطابق معاملہ کو طول دیا کہ جس طرح چاہو اس
طویل عرصہ میں واقعات کی چھان بین کرو۔ جب کوئی برائی موجود ہی نہیں تو ظاہر کہاں سے
ہوگی اور ایسا کرنا فطرتِ انسانی ہے مثلاً اگر کسی پر تہمت لگائی جائے کہ تم نے ہمارے سو روپے
چرائے ہیں اور وہ شخص متہم کو اپنے کپڑوں کی تلاشی دینے لگے اور اپنے گھر اور سامان کی ایک
ایک چیز لاکر رکھا دے اور لوگوں سے دریافت کر لے کہ بھائی، تم نے میرے سو روپے
دیکھے ہیں؟ تمہیں علم ہے بھائی! تم بتاؤ میں نے کبھی چوری کی ہے؟ تو اس کا کیا مطلب ہے
کیا اس تحقیق کرنے والے کو اپنا حال معلوم نہیں؟ کیا یہ خود اپنا علم حاصل کرنے کیلئے
معاملہ کو طول دے کر اس کی تحقیق کر رہا ہے؟

نہیں، نہیں! بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اچھی طرح اس معاملہ کی تحقیق نہ کر لی جائے تو میری بیگناہی واضح ہوگی۔ اور لوگوں کے دلوں میں میری طرف سے بدگمانی باقی رہے گی۔

بالکل یہی معاملہ یہاں تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیق کی پاکی کا یقین تھا مگر ان ہکتوں کے پیش نظر یہ تو جہی اور تحقیق و تفتیش کرائی گئی اور معاملہ کو حل دیا گیا تاکہ حضرت صدیق کی پاکدامنی ہر طریقہ سے ظاہر ہو جائے۔

چنانچہ مخالفین کی مستند اور معتمد علیہ تفسیر روح المعانی ص ۱۶۷ میں ہے۔

وَجَزَاءُ مَنْ يَدْعِي أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَالِمًا لَبَدَمِ
جَوَانِحِمْ فَيُؤْمَرُ نِسَاءُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِمَا نَبِيهِ
مِنَ النَّفْسَةِ الْمُخَلَّةِ بِحِكْمَةِ الْبَعْثَةِ لَكِنْ أَمَّا دَعْوَةُ الصَّلَاةِ
وَالسَّلَامِ أَنْ يَظْهَرَ أَمْرُ بَرَاءَةِ الصَّدِيقَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ظَهَرَ
الْشَّمْسُ فِي سَابِقَةِ النَّهَارِ حَيْثُ لَا يَبْقَى فِيهِ خَفَاءٌ عِنْدَ أَحَدٍ
مِنَ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

قرآنی دلیل: اور یہ واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل میں رہ کر اپنے متعلق

تحقیق کرانے کے شاہد ہے جب کہ بادشاہ کے بلاوے کے بعد بھی فرما رہے تھے۔

فَمَا بِالْأَنْسَةِ اللَّائِي قَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ أَلَمْ تَوْجِئِ يَوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَظَرِي

برأتہ کے علم کے باوجود ایک حصہ تک چھان بین کر لی ایسے ہی ہمارے نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم نے کیا۔ اگر یوسف علیہ السلام کے اس قصہ قرآنی پر ایمان ہے تو اپنے نبی علیہ السلام

کے واقعہ پر اسی طرح ایمان رکھنا چاہیے جیسے دوسرے ایک نبی علیہ السلام پر۔ اگر کوئی

اس سے بھی محروم ہے تو جائے جہنم۔

سوال: جب اتنا وجہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے موجود تھے تو پھر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں نہ برأت کا اعلان فرمایا جب کہ حسن ظن کی وجہ اور
قوت نہ تھی۔

جواب: حسن ظن اور دیگر وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلان موافقین کو تو

مفید تھا لیکن مخالفین کے لئے یہ کوئی قوی نہیں بلکہ ان کے لئے وہ طریقہ مضبوط تھا جو

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا چنانچہ یہی جواب مخالفین کی مستند اور

مستند علیہ تفسیر روح المعانی ص ۱۶۷ میں ہے۔

وَأَنَّ قَوْلَ الْأَعْرَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ سُبْحَانَكَ

هَذَا بَهْتَانٌ عَظِيمٌ لَوْ كُنْ نَاشِئًا أَلَا عَنْ حَسَنِ الظَّنِّ

وَلَوْ يَتِمُّسُكَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنَّ لَا يَحْكُمُ الْقَالَ

وَالْقِيلَ وَلَا يَرُدُّ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَبْطَالِ

سوال: حضور علیہ السلام کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا یقین ہوتا تو منافقین

و مخالفین سے تمہمت کی خبر سنتے ہی کہہ دیتے ”ہذا افک مبین“ آپ کا اس

واقعہ میں تامل و توقف کرنا لاعلمی کی دلیل ہے۔

جواب ۱: اس واقعہ میں حضور علیہ السلام کا واللہ ما علمت الخ فرمانا ہماری

قوی دلیل بھول گئے۔

جواب ۲: اس واقعہ میں حضور علیہ السلام خود صفائی دیتے تو منافقین کہتے کہ نبی

علیہ السلام کا اپنا معاملہ تھا دبا دیا، اگر ہمارا معاملہ ہوتا تو اس کی تحقیق و تفتیش فرماتے آپ

نے تامل و توقف سے مخالفین و منافقین کے اعتراض کی گنجائش نہ رکھی۔

جواب ۳: اعتراض پر جب تک واضح دلائل نہ دیئے جائیں وہ معاملہ کمزور رہتا ہے

آپ کو علم تھا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں قرآن نازل ہوگا جو رتبہ دنیا

خاتمہ

سوال: تم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے کوشش کی ہے کہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی منکرہ تھیں۔ یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف ترمذی شریف میں ہے کہ نبی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار ہے۔ (معاذ اللہ) ملاحظہ ہو۔

قالت عائشة من اخبرك ان محمداً صلى الله عليه وسلم راي ربه او كثر شيئا مما امر به او يعلم الخمس التي قال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث اعظم الفرية (سواء الترمذی)

یعنی صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا ہے یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر آیت میں ہے تو وہ شخص کذاب (جھوٹا) ہے۔

(ف) آیت سے ان اللہ عنده علم الساعة المراد ہے۔

جواب: اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ تمام محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے تھی جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے مخالف وقوع روایت کا اثبات کیا جس کی بحث فقیر نے شرح بخاری میں شرح و بسط سے کی ہے۔

مکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف و توصیف قرآنی نص سے ہوتی ہے گی۔ اسی لئے توقف و تامل خیر تھی اسی لئے یہ لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ اٹل علم نبوت کی روشن دلیل ہے و لکن الوهابیۃ قوم لا یعقلون

یہ سوالات فقیر تک پہنچے تھے۔ اگر کوئی صاحب کو اور سوالات سے معلوم ہوئے تو لکھئے۔

ابنت و جہت صاحب ترجمان دینی، اربلی، ممی، خشتی بک

فیض عالم

پہلوانور (پاکستان)

زیر نگرانی

استاذ العلماء فیض برکت حضرت

علامہ محمد فیض احمد رضا اویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

محمد فیاض احمد اویسی رضوی

مقام اشاعت: جاموہولسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

علاء ازیں نہ ہی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔
 (۲) حضرت نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان
 میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم تھا البتہ اس کو چھپایا۔ چنانچہ انوار التشریح میں
 ہے۔ قوله تعالى يَكْفُ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ المراد تبليغ ما يتعلق بمصالح العباد
 وقصد بانزاله اطلعهم عليه فان من الاسرار الالهية ما يحرم
 انشاء الم

تفسیر روح البیان جلد ۲ میں ہے۔

فی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیب
 فوضع یدہ بین یمینی و یسار یدائی و لا تحدیدائی یدقد مرتہ
 لانه سبحانه منزه عن الجارحة فوجدت بردھا فاوثرتی
 علم الاولین والاخرین و علمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی
 کتبہ اذ هو علم لا یقدم علی حملہ غیری و علم خیرنی فیہ
 و علم امرنی بتبلیغ فی الخاص والعام من امتی وھی الانس
 والجن والملائک كما فی النسان العیون

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ مجھ
 سے میرے رب نے شبِ معراج میں کچھ چھپا۔ میں جواب نہ دے سکا۔
 پس اُس نے اپنا دستِ رحمت و قدرت بے تکلیف و تحدید میرے
 دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی سر دی پائی۔ پس مجھے
 علمِ اولین و آخرین کے دئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے۔ ایک علم تو ایسا
 ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے

سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم ہے جس کے چھپانے
 اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم ہے جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام آدمی
 کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور فرشتے اور جن یہ سب حضرت کے امتی ہیں۔
 (مدارج النبوة)

(ف) حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امرِ محقق یہی ہے کہ اصلِ ربانیت کا علم جو حضرت
 کو رحمت ہوا اُس کا انشاء حرام ہے۔

۱۳ یہ کیا نچ چیزوں کا علم منادی رحمۃ اللہ علیہ روح النضر شرح جامع صغیر میں
 ارقام فرماتے ہیں فاما قولہ لا یعلمہا الا هو فمفسرہ بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ
 ومن ذاته الا هو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمة من یعلمہا
 وقد وجدنا ذلک بغیر واحد کما سرائنا جماعۃ علما متی یسوتون
 وعلما ما فی الاسرار حال حمل المواقف و قبلہ

یعنی آیت کی تفسیر ہے کہ منافق غیب کو کوئی خود بخود نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ
 کے اور اُس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا جنہوں
 نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالتِ حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ
 عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی۔

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انموذج اللیبیب میں ارقام فرماتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم ہی جبکہ ذکر قرآن مجید میں ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمادیا تھا مگر حکم ہوا کہ آپ اُسے ظاہر نہ کریں۔

(۳) تفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشریعہ میں ہے۔
 وذلک ان تقول ان علم هذه الخمسة وان كان لا يعلمها احد

(احمد) الا الله الامن ارتضى من رسول فانه يطلع على ما يشاء من غيب و
الولى تابع له ياخذ عنه يعنى كوفى شخص قیامت کا علم جانتا نہیں ہے۔ مگر جس سے اللہ تعالیٰ
راضی ہو گیا۔ اس کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خاصہ میں ارشاد فرماتے ہیں :-
ذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عِلْمَ الْخَمْسِ
أَيْضًا وَعِلْمَهُ وَتَمَّتِ السَّاعَةُ فَالْفَرِيقُ
وَلَاذِلَهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَرَ بِكُتُبِهِ ذَلِكَ

یعنی علم کے محققین ارشاد فرماتے
ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے اور
قیام قیامت اور روح کا علم بھی
دیا گیا۔ مگر ان دونوں کے پریشیہ
رکنے کا حکم کیا گیا۔

آنحضرت کو مینہ برسنے کا علم ہونے کا ثبوت

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو مینہ برسنے کا بھی علم تھا چنانچہ

ترمذی شریف میں نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمہیں رسول اللہ مطرا لا یکن منہ میت مدس ولا دہو جس سے کسی شہر یا گاؤں
کا کوئی مکان خالی نہ رہیگا :

۲۔ مشکوٰۃ شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمہیں رسول اللہ مطرا کا نہ الظل فیلبت منہ اجساد الناس یعنی جب
سب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا۔ گویا کہ دشمن ہے۔ پس اُس مینہ سے آریوں
کے جسم اٹیں گے۔

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت بتلائی اور قبل از وقت بھی
بھی۔ سیکڑوں سال پہلے۔ کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے

اولیاء کو مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

بدولت یہ نعمت تو آپ کے خدا دہی

کو بھی پیش ہے۔ چنانچہ تفسیر النبیان میں اسی آیت کے تحت میں مذکور ہے کہ میں نے اولیاء
سے بات کثرت سے سنی ہے کہ کل کو مینہ برس گیا یا دات کو۔ پس ٹھیک اسی روز اور اسی وقت
مینہ برستلا ہے اور میرے سنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ کے دن کی وقت
قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا کہ یہ بزرگ جو دفن کئے گئے ہیں ولی اللہ ہیں
یا آہی اگر میں سچا ہوں۔ تو مینہ ہر سادے۔ رلوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت آسمان کی طرف
نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا ہوں کہ تمام آسمان
ابرا کو رہے اور آنا فانا موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ ہم سب بھٹکے ہوئے واپس گھر گئے۔

اِس دعائے شیخ نے چون بر دعا است : فانی است وگفت اوگفت خدا است
دست پر از غائبان کوتاہ نیست : قبضاش جز قبضۃ اللہ نیست

آنحضرت کو مافی الاحرام کے علم ہونے کا ثبوت

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو مافی الانحرام

کا بھی علم تھا۔ یعنی یہ کہ قبل پیدا ہونے کے آپ بتا دیتے تھے کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی۔ چنانچہ امام مہذب
علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر جو آپ نے بتلائی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو
لڑکا پیدا ہونے کی خبر اُس وقت سے ہے جب کہ نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں ہوتا
بلکہ اس سے بھی بہت پہلے :

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر پہلے ہی چنانچہ شکوۃ شریف کے باب مناقب اہلبیت میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج رات ایک نہایت مہیب اور مکروہ خواب دیکھا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے۔ عرض کیا ہے کہ وہ بہت ہی مکروہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بتلاؤ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک مکمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم سے کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ینواب تو بہت اچھا ہے استاد اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ڈکا پیدا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳) خطیب اور ابو نعیم نے و لائل میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا ہے

مَرَرْتُ بِالْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ قَازٍ
وَلَدَتُهُ فَأَمْتِي

یعنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور انزل میں حاملہ تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ لہذا جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لانا یعنی اُس عورت نے کہا جب میرے ہاں لڑکا تولد ہوا تو میں اس کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوئی۔ آپ نے اُس کے دلہنے کان میں اذان کہی اور یائیں میں اقامت

فَلَمَّا وَلَدْتُ أَتَيْتُهُ فَأَذَّنَتْ
فِي أُذُنِهِ الْيَمْنَى وَأَقَامَتْ
الْيُسْرَى وَاللَّهُ بِرَبِّيعِهِم

اور اپنا لب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔

(۱) تفسیر عریش البیان میں
اولیاء اللہ کو مافی الارحام کا علم ہونا
وَيَكْلُمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ

کے تحت میں مرقوم ہے۔ و سمعت ایضاً من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر مافی الرحم من ذکر و انشی وایت بعین ما اخبر یعنی میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا ہے کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے۔ یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

(۲) بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ نقل میکنند کہ والدہ شیخ ابن حجر از فرزند کے زلیت کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند۔ یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ ایک روز بیقرار اور پریشان ہو کر شیخ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کی۔ شیخ نے فرمایا۔ تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ آپ کی پیشینگوئی کے مطابق امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

(۳) حیوۃ الحیوان اور مستدرک اور ابن ہشام کی سیرت میں مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ادھنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھو۔ میری طرف متوجہ ہو۔ میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خاموش۔ وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا۔

ف: ناظرین! انصاف فرمائیے کہ غلام کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا۔ مگر آقا رسول اللہ

بالا من يقول هذا مصرع فلان غدا انشاء الله وهذا مصرع فلان غدا انشاء الله الحديث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی قتل گاہ میں ہم کو دکھائیں کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص چنانچہ جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

(ف) اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ حضرت کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں اور کس جگہ مرے گا۔ یعنی مانی غدا اور بآتی ارض تموت کا علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تھا۔

(۲۱) عن سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لا عطين هذه الراية غدا راجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسول الله فلما اصبغ الناس عند و ا على رسول الله كلهم يريدون ان يعطيه فاقال ابن علي بن ابي طالب قالوا هو يا رسول الله يشيكي عينيه فارسلوا اليه فاتي به فبصق رسول الله صلى الله عليه وسلم في عينيه فبرا حتى كان لم يكن به وجع فاعطاه الراية والوحي صحين یعنی صحیحین میں سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا کہ اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ جب صبح ہوئی۔ تو سب لوگ آپ کے پاس آئے۔ اس خیال سے کہ میں دیوے۔ آپ نے فرمایا۔ کہاں ہیں علی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو بلا لاؤ۔ چنانچہ جب وہ آئے۔ تو آپ نے اپنا لعاب مبارک ان کی

صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے۔ افسوس ایسی عقل و دانش پر اللہ تعالیٰ ان عقل کے دعویداروں کو چشم حق بین عطا فرماوے۔

(ف) اگر علم مافی الارحام کے یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے۔ رٹ کا یا رٹ کی۔ تب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت شریف کا اور صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی مطلب ہے لیکن اگر یہ مراد ہو کہ بتعلیم الہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ تعالیٰ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا۔ تو قطعاً غلط۔ اور سراسر جہالت کے کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے۔ پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے۔ پھر مضغ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک نثر بھیتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کیا عمل کرے گا۔ اور اس کی کتنی عمر ہے۔ اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف کے باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ یہ ہیں۔ ثم يبعث الله منك باربع كلمات فيكتب عمله واجله و رزقه و شقى او سعيد۔ اس سے ثابت ہے کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہیگا۔ اور کب مرجائے گا اور کیا عمل کرے گا۔ کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبر دار ہوتا ہے طرفہ تریہ کہ خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا۔ کہ بنت خاربہ حاملہ ہیں۔ اور میں ان کے پیٹ میں رٹ کی دیکھتا ہوں۔ (کہ انی تا ياك الحلفاء و نبي)

آنحضرت کو کل کی بات کے علم ہونے کا ثبوت (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل کی

بات کا علم تھا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرينا مصارع اهل بدر

آنکھوں پر لگایا۔ جس سے وہ فوراً اچھے ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کو جھنڈا دیا۔
 (ق) غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے مفاتیح الغیب جانتا ہی نہیں
 تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی بات کی خبر کیسے دی۔ پس یا تو یوں کہو کہ
 حدیث غلط ہے۔ یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشا گیا وہ غلط ہے۔ کیوں کہ
 دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اور اجتماع نقیضین محال ہے۔ حدیث تو کسی صورت
 میں بھی غلط ہو نہیں سکتی۔ لہذا منکرین کا تراشا ہوا مطلب کہ ”سوائے اللہ تعالیٰ
 کے کسی طور سے نہ بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں“ سراسر غلط ثابت ہوا۔
 (۳) عن سهل بن الحنظلة انهم ساروا مع رسول الله صلى الله عليه
 وسلم يوم حنين فاطبوا لبيح حتى كان عشية فجاؤا قاصص فقال يا
 رسول الله اني طلعت على جبل كذا وكذا فاذ اجد به وادن على بكرة
 ابيهم بطنهم ونسبهم اجمعوا الى حنين تبسم رسول الله
 صلى الله عليه وسلم وقال تلك الغنيمة للمسلمين عند انشاء الله
 تعالیٰ (رواه ابو داود) یعنی ابو داود میں سهل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی
 ہے کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ چلے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی پس
 ایک سوار نے آکر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں فلاں پہاڑ
 پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے اونٹوں اور مال و سب کے ساتھ حنین کی طرف جمع ہیں رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سکر اٹھے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کل کے روز مسلمانوں کی غنیمت ہے یعنی ہمیں
 کل ان پر فتح ہوگی اور سب مال و اسباب مسلمانوں کے ہیے غنیمت ہو جائے گا۔
 (ف) اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل کی خبر تھی۔
 کل کی خبریں دینا تو درکار بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو
 قیامت کی خبریں پہلے ہی دیدی تھیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب معجزات میں

عمر بن الخطاب انصارى رضى الله عنه سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک
 روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر ظہر تک
 خطبہ پڑھا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ پڑھا۔ پھر اتر
 کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھ کر غروب آفتاب تک خطبہ پڑھا اور جو کچھ قیامت
 تک ہونے والا ہے اس کی خبر دیدی پس ہم میں سے وہی سب سے زیادہ عالم ہے
 جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے تفصیل کیلئے فقیر کی کتاب ”غایۃ المامول فی علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم“
 وضمنہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کے
 تمام حالات اور واقعات بتلا دیئے۔ باقی ابجاث علوم خسر“ فقیر کے رسالہ جات“
 ۱۔ علم قیامت (۲) فیض النبیث فی علم نزول النبیث (۳) فیض الدلائل فی علوم
 مافی الارحام ۴۔ نور الہدیٰ فی ما ذاکم کتب غدا (۵) فیض الحی لا یموت فی علوم
 فی امی ارض ثروت“ ۶۔ طلوع الشمس فی علم الجنس“ میں دیکھئے۔

سوال: ہر تم نے حدیث شریف کے جواب میں خاصہ زور لگایا ہے لیکن حقیقت یہ
 ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب حاصل نہ تھا اگر تم اپنے دعویٰ میں
 سچے ہو تو ہمارے والی حدیث کا جواب لکھو جب کہ باری گمشدگی پر حضور علیہ السلام اصل معاملہ
 سے بے خبر رہے۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ تھیں تو راستہ میں ان کا بارگم ہو گیا۔ آپ وہاں
 ٹھہر گئے۔ صحابہ کرام نے مار ڈھونڈا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی معلوم ہوتا
 تو آپ نے کیوں نہ بتا دیا۔

جواب: مخالفین کے دلائل کا دار و مدار باطل اور غلط قیاسوں پر ہے
 قاعدہ ہے کہ عقائد قیاسات سے ثابت نہیں ہوتے
 جواب: صحیح بخاری و مسلم ہے۔ فیبحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً فوجد

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: "وَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ فَاعِلٌ وَجَدَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"
 (ف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام خود اس کے واحد ہیں یعنی ہار خود
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پایا۔ نہ بتانے کے کیا معنی فرض کیجئے کہ نہ بتایا۔ تو نہ بتایا
 کسی کے نہ جاننے کو کب مسلزم۔ یہ کہاں کی منطق ہے۔ اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر
 کسے۔ کہیں یہ لوگ علم الہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں شکافار نے وقت قیامت
 کو کوئی بار دریاخت کیا اور ایاں یوم القیامت کہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ بتایا
 اگر خدا کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتایا۔ معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کلاس
 کیلئے عدم علم ضروری ہو۔ اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ انہیں تو کیا نظر آئیں گی
 ہم ایک حکمت یہاں دیکھتے ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کے

کتاب "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں ہے۔
 (۱) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول میں اس کی
 حکمت یوں ارقام فرماتے ہیں۔ واستدل بذلك علی جواز الاقامۃ فی
 المكان الذی لا صافیہا اس اقامت سے یہ فائدہ ہوا
 کہ جس جگہ پانی نہ ہو۔ وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہو۔ اگر حضور فوراً بتا دیتے
 تو یہ مسائل کیوں کر معلوم ہو سکتے۔ معہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو صفر میں ہو۔
 مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا لحاظ کرنا چاہیے۔

حکمت: یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا۔
 اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے اور کس جگہ وضو کیا جائے گا تو وہ بے چین
 ہوئے۔ لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
 استفسار کیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے ضروری سوال کیلئے بھی بیدار
 کرنے کی کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ کسی نے گوارہ نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور

کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق حاصل ہے۔

انما شکوا الی ابی بکر لکن البتہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ناظرا
 وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) (ترجمہ اوپر گزر رہا۔)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے۔
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھر میں انگلیاں ماریں۔ یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار
 اچھل پڑتا ہے چونکہ حضور ان کے زانو پر آرام فرما رہے تھے۔ اس وجہ سے انہیں جنبش
 نہ ہونے پائی۔

ادبائے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اس درجہ ہونا چاہیے کہ ایسی
 طبعی حرکت بھی نہ ہونے پائے جس سے خواب نازنین ملے اور آئینہ اندیش ہو۔

ایشان نبویؐ ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیقہ
 تمہارے ہار کی کسی عظیم الشان برکت ہے۔ قیامت تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں غفر
 اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔

مبارک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین بار فرمایا۔ اذکر
 مبارک اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہے۔ ایمان والوں کو تو نظر آتا
 ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنی پڑی
 اور جب پانی نہ ملا۔ تو ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمم جائز فرمایا اور منیٰ کو پاک
 کر دیا۔ اس کے باقی وجوہ اور جو ابات فقیر کے رسالہ "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں
 دیکھے۔ یہ سوالات ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کی وجہ سے لکھ دیئے ہیں۔

اعتراضات شیعہ: اب شیعہ پارٹی کے چند اعتراضات ملاحظہ ہوں

ہم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر شیعہ کی گالی کی تفصیل اور ان کے تفصیلی
 سوالات و جوابات اپنی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں لکھے ہیں۔ یہاں پر

حدیث الحکم کی مناسبت سے چند سوالات اور پھر ان کے مختصر جوابات لکھتے ہیں تاکہ ناظرین غور فرمائیں کہ وہابیوں نے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملے کیے تو شیعوں نے ام المومنین محبوبہ محبوبہ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وار کیے۔

سوالات شیعہ

سوال: عائشہ نے بصرہ کا سفر کیا حجاب کے حکم کی خلاف ورزی کر کے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی۔ سولہ ہزار افراد کی جماعت کی معیت میں سفر کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (الاحزاب ۳۳)
تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت اولیٰ کی طرح تزیین نہ کرو،

جواب: اس آیت سے سفر کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ قرن یا تو قرینہ و قارہ سے مشتق ہے۔ اور یا قاریقار سے جس کا معنی اجتماع کا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے قرینہ قارہ سے ہو، احتمال کی وجہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اگر استقرار کے معنی میں بھی ہو تو بھی ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد تسر اور پردہ کرنا ہے جس کی تاکید تبرج کی نہی سے کی جا رہی ہے، تو اس میں سفر کرنے کی نہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ پردہ رکھتے ہوئے بھی سفر ہو سکتا ہے۔ دیکھیے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی معیت میں حج کے موقع پر اور غزوات کے متعدد مواقع پر آپ کے ساتھ جاتی تھیں، اگر آیت میں مطلق خروج سے منع ہوتا تو آپ نہ لے جاتے۔

(۲) حضرت عائشہ کا بصرہ جانا کسی خفا کیلئے نہ تھا۔ بلکہ آپس کی اصلاح کے طور پر تھا جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک روایت جو کہ طلحہ اور زبیر کے بارہ میں ہے اس پر دال ہے اس لیے کہ یہ دونوں بزرگ اس جنگ میں مص ہوئے۔ اگر باغی ہوتے تو حدیث

میں ان پر شہید کا اطلاق نہ ہوتا۔ حدیث کا متن حاشیہ پر دیکھیے۔

سوال: عائشہ حضرت عثمان کے قتل کرانے میں کوشاں رہی۔ وہ کتنی تھی کہ عثمان فاجر ہے، جب عثمان رضہ قتل ہو گئے عداوت کی وجہ سے علیؑ کے ساتھ لڑائی اختیار کر لی۔

جواب: یہ سب جھوٹ اور افتراء کے ذریعہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ پر چلیں تھیں اور نہ علی رضی اللہ عنہ سے کوئی دشمنی رکھتی تھیں۔ اس کے برعکس عثمانؓ کو امام حق سمجھتی رہیں، محبت علیؑ کو عبادت جانتی تھیں، جامع ترمذیؒ جلد ۲ اور سنن ابن ماجہ میں ہے عائشہ رضہ فرماتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو فرمایا اے عثمان اُمید ہے تجھے اللہ تعالیٰ ایک قمیص پہنائے گا۔ لوگ اگر اے اتر وانا چاہیں، تو انہ کیلئے آمانا نہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ تین بار فرمایا۔

عن عائشہ رضہ انہا قالت قال
النبي صلى الله عليه وسلم لعثمان
يا عثمان لعل الله
يقمصك قميصا فان ارادوك
على خلعه فلا تخلعه له
في رواية لا تخلعه ثلثا
دلیلی میں ہے۔

صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲ میں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حرار ہو و ابو بکر و عمر و علی و عثمان و طلحہ و الزبیر فحکرت الصفرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهدا فاعطاهم الا ابی و صدیق او شہید

ترجمہ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرار پر تھے، آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر و عثمان، طلحہ اور الزبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے، ایک چٹان متحرک ہوئی، آپ نے فرمایا سکون کر تجھ پر نبیؐ ہے یا صدیق یا شہید۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۴، سنن ابن ماجہ ص ۱۱۔

عن عائشه ۛ قالت قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم حب علي عبادة

عائشه ۛ کہتی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا علی کی محبت عبادت
ہے۔

سوال ہذا انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، البونیم کتاب الفتن
اور ابن مسکوتہ کتاب تجارب الامم میں اور ابن قتیبہ کتاب السیاسة میں لکھا ہے، کہ
جب حضرت عائشہ ۛ کا شکر آب حوب عائشہ ۛ پر پہنچا تو محمد بن طلحہ سے پوچھا یہ کون سا
تاب ہے، جواب دیا آب حوب عائشہ ۛ نے کہا میں خیال کرتی ہوں، یہاں سے واپس
چلی جاؤں، ابن طلحہ نے کہا کیوں؟ جواب دیا اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس تالاب کے عبور سے منع فرمایا تھا۔

جواب ہر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ بر تقدیر تسلیم صحت جواب یہ ہے کہ حضرت
عائشہ ۛ کا واپس جانے کا ارادہ تھا، مگر دوسرے شکریوں نے ان کا ساتھ نہ دیا، اور انہیں
مجبوراً لے گئے، یہ بھی مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے شرگوں پر پیش کر دیئے تھے
کہ یہ مکان حوب نہیں ہے اور وہ کوئی دوسرا مکان ہے، اس سے معلوم ہوا ان
سے اہل عسکر نے دھوکہ کیا اور مسائل شرعیہ کا دار و مدار ظاہر پر ہوتا ہے۔

سوال ہر جب عائشہ ۛ کا شکر مکہ سے نکلا تو مسلمانوں کے بیت المال کو تہاہ کر دیا
علی ۛ کے عاملوں کو قتل کیا، عثمان بن حنیف انصاری کو جو کہ حضرت علی ۛ کی طرف سے
بصرہ کے عامل تھے۔ نکال دیا۔

جواب ہر یہ روایات صحیح نہیں ہیں، محدثین کا فیصلہ ہے کہ واقعہ جل کے متعلق
جو بیان کیا جاتا ہے وہ ابن سبا یہودی منافق کی افتراء پر وازیاں ہیں، یہ شخص یہودی
تھا، روافض کی شکل میں نمودار ہوا، علی ۛ کو خدا کہتا۔ اس نے رخص کی بنیاد رکھی
مورخین نے اس کی بیان کردہ باتوں سے جو کہ تحقیق سے کوسوں دور تھیں۔ یہ واقعہ

اخذ کیا ہے، ابن قتیبہ۔ ابن اعثم کوئی اور سماعی نے جو کچھ اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے
سب اسی قبیل سے ہے۔ یہ واقعات درج صحت کو نہیں پہنچتے۔ اس قسم کی خلافات اور
یادہ گویوں کو حضرت عائشہ ۛ پر طعن قائم کرنے کیلئے بنیاد بنا تا اس انسان کا کام ہے۔ جو اللہ
کے کلام قرآن پاک پر ایمان و یقین نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں صدیقوں کی شان
میں نازل فرمائی اور آخر میں فرمایا۔

الطيبات للطيبين والطيبون
للطيبات اولئك مبرءون مما
يقولون لهن من مخضرة وورق كزيب
پاک عورتیں، پاک مردوں کے لئے اور
پاک مرد پاک عورتوں کیلئے یہ بری ہیں
اس سے جو لوگ باتیں بناتے ہیں۔ ان
کیلئے منقڑ اور باعزت روزی ہے
(النور ۲۶)

سوال ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ ۛ نے راز ظاہر کر دیا ہے، قرآن پاک میں ہے،
فلما نبأت به و اظہرہ اللہ
علیہ عرف بعضہ واعرض
عن بعض التحريم
جب اس نے اس کی خبر دی اور اللہ
تعالیٰ نے اس پر ظاہر کر دیا بعض بات بتا
دی، اور کچھ سے اعراض کیا۔

جواب عائشہ ۛ نے راز فاش نہیں کیا، مفسرین کا متفقہ بیان ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے فراش پر ماریہ سے صحبت فرمائی، حفصہ اس وقت
حاضر نہ تھی، حفصہ آئی، تو یہ بات ان پر شاق گزری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ماریہ کو خود پر حرام کر دیا اور فرمایا یہ بات کسی کو نہ کہنا، حفصہ نے سمجھا قصہ صحبت کے
اظہار سے منع فرما رہے ہیں نہ کہ اظہار تحریم سے اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے تحریم
والی بات عائشہ ۛ پر ظاہر کر دی، تو یہ آیت نازل ہوئی، اس سے معلوم ہوا یہ اعراض
عائشہ ۛ پر کسی طرح وارد نہیں ہوتا، حفصہ بھی اجتہادی خطا کی وجہ سے معذور ہے
یہ بات بھی ہے کہ اہل سنت و جماعت عائشہ ۛ اور حفصہ کو معصوم نہیں کہتے ہیں۔

اہل سنت کے مذہب پر کوئی قدر لازم آئے لم انہیں محفوظ مانتے ہیں۔

سوال : ہر عائشہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنا عزت نہیں آئی جتنا کہ خدیجہ پر آتی ہے۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں ہے۔ بات اتنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر اس کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔

جواب : یہ بات محل اعتراض نہیں ہے، عزت عورتوں کی فطرت میں داخل ہے اس روایت سے حضرت عائشہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید ترین محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ طعن نہیں، بلکہ عائشہ کی منقبت ہے۔

سوال : ہر عائشہ نے کہا۔

قاملت علیا ولوددت انی کنت
میں نے علی سے جنگ کی ہے کاش
نسیا منسیا۔ میں نہ ہوتی۔

جواب : اس سے بھی حضرت عائشہ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ نصف مزاج انسانوں کی عادت ہے کہ اجتہادی کوتاہی کی وجہ سے کوئی غلطی صادر ہو جائے تو کوتاہی معلوم ہو جانے پر مذمت کرتے ہیں، اور اس سے استغفار کرتے ہیں۔

سوال : اپنے گھر کو ابو بکر اور عمر کیلئے مقبرہ بنادیا، حالانکہ یہ مکان ان کے ملکیت نہ تھا۔

جواب : یہ باطل ہے قرآن پاک کی آیت دحٰرٰن فی بیوتکم میں بیوت کی ازواج کی طرف اضافت ان کی ملکیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھروں کا مالک بنادیا تھا۔ ان کی ملکیت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر نے اپنی وفات سے پہلے عائشہ سے اجازت طلب فرمائی اس وقت تمام صحابہ حاضر و موجود تھے، کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔

جواب : حضرت حسن نے بھی حجرہ میں دفن ہونے کی حضرت عائشہ سے اجازت چاہی

تھی، مگر مروان نے جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا۔ دفن نہ ہونے دیا۔ جیسا کہ فصول المہمۃ فی معرفۃ الامۃ وغیرہ کتب امامیہ میں مذکور ہے۔

جواب : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو پیشگی اطلاع دی تھی۔ جب کہ حضرت عائشہ نے حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

انی لک ما فیہ الامۃ موضع قبوی
تیرے لئے اس میں کہاں جگہ ہے اس
وقبر ابی بکر وعمر وقبر
میں میری، ابو بکر اور عمر اور عیسیٰ بن مریم
عیسیٰ بن مریم۔ کی قبروں کی ہی جگہ ہے۔

سوال : ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اعدا فرمایا، ماث کا حجرہ جو کہ مغرب مشرق کی جانب تھا اشارہ کر کے کہا، اس جگہ فتنہ ہے جہاں سورج طلوع ہوتا ہے شیعہ کہتے ہیں فتنہ سے مراد عائشہ ہے جو کہ امیر المومنین کے ساتھ رہنے کیلئے بصرہ گئیں اور ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا باعث ہوئیں۔ معاذ اللہ

جواب : یہ سب باطل اور زعم فاسد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مشرق جانب تھی، جیسا کہ الفاظ حدیث میں

من حیث تطلع قرن الشمس
جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

یہ الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ روافض کوفہ سے برآمد ہونگے، معتزلہ بصرہ سے قرامطہ سواد کوفہ سے اور خوارج نہروان اور نجد ظاہر ہونگے یہ سب مقامات مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہیں، دجال بھی مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا اور ایران جو کہ روافض کا گڑھ ہے بھی مشرق کی طرف واقع ہے، اگر عائشہ مراد ہوتی تو ان کے بارہ میں قرآنی آیات کیوں آتیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بدلہ میں دوسری عورتیں لانے سے کیوں ممنوع ہوئے، اس سلسلہ میں اصل عائشہ متقیں۔ جن کی وجہ سے یہ منع آئی۔ دوسری ان کے تابع ہیں حدیث کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب والابی دیوبندی کی نشانی میں ہے۔

سوال :- ایک رُکھی عائشہ نے تیار کی اور کہا۔

لَقَدْ اَنْصَيْدُ جِهًا بَعْضُ
شَبَابِ قَرْشِشِ

جہم اس کے ذریعہ کسی نوجوان قریشی کا
شکار کریں گے۔

جواب :- اس اثر کے اول سے آخر تک سب رواۃ مجہول ہیں۔ ایک مجہول راوی
بھی روایت کو ناقابل اعتبار بنا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ سارا سلسلہ ہی مجہول ہو۔
لہذا یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے، بر تقدیر صحت روایت جواب یہ ہے
کہ یہ کوئی طعن کی بات نہیں کیوں کہ ایک شریف رُکھی کیلئے مناسب کفو تلاش کرنا کوئی
عیب کی بات نہیں رُکھے والوں کی عورتوں کے سامنے رُکھی کے حسن و جمال اور اس
کی خوبیوں کا تذکرہ مذہب کے کسی بھی مہذب معاشرہ میں یہ بات قابل طعن و
عیب نہ ہے۔ لیکن بی بی کے لئے ایسا تصور غلط ہے جب کہ وہ جملہ عالم انسانیت کی مال ہیں۔

جواب :- اگر کوئی یہ سمجھتا ہے، شکار کرنے سے عائشہ کی مراد اپنے لئے ہے
نص قطعی سے ایسا شخص خبیث ہے وہ مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سَبَّحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ
يَعْظَمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودَ وَلَيْتَ لَكَ
أَبَدًا أَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

ہم اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں یہ
بہت بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت
کرتا ہے کہ آئندہ ایسی بات نہ کہنا، اگر تم
ایمان رکھتے ہو۔

(النور ۱۴-۱۵)

نیز حق تعالیٰ نے فرمایا۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ الْخَبِيثُونَ
لِلْخَبِيثَاتِ - (النور ۲۶)

خبیث عورتیں، خبیث مردوں کیلئے
اور خبیث مرد خبیث عورتوں کیلئے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نازل ہو جانے کے بعد جو شخص بھی عائشہ پر اس قسم

کی بہتان تراشی کرے گا۔ وہ مومن نہیں ہے۔ منطقی قضایا کی رد سے یہ نتیجہ واضح ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

أَنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ لَا تَعُوذُوا
بِكُنْهَمُ عَادَ وَالْمَثَلَةُ فَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِينَ -

اگر تم ایمان دار ہو ایسی بات بھرنہ کہنا
لیکن انہوں نے ایسی بات کہی نتیجہ پس
یہ مومن نہ ہیں۔
ایسا شخص خبیث ہے کہ ایسا کلمہ خبیثہ اس کے ساتھ مخفی ہے۔ بلکہ ایسا
شخص واجب القتل ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنه کا قول فقیر نے پہلے لکھا ہے۔ اور اس بارہ ایک حکایت ملاحظہ ہو۔
مندرجہ ذیل حکایت بھی اسی قانون کے تحت عجیب ہے۔

حکایت :- حسن بن یزید الراعی طبرستانی بہت بڑے عظیم الان تھے۔ لیکن
باوجود اینہم اوئی کپڑے پہنتے تھے اور امر بالمعروف کے بہت بڑے پابند تھے۔

وہ ہر سال بغداد میں ہزار دینار اسی فرض پر بیٹھتے تھے کہ انہیں صرف ان حضرات پر
صرف کیا جائے جو صحابہ کرام کی اولاد ہوں۔ ایک دفعہ اس کے ہاں ایک علوی لیکن
شیعہ حاضر ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دیں۔ حضرت حسن موصوف الذکر
نے اپنے غلام کو اس کی گردن زدنی کا حکم فرمایا۔ سادات علویوں نے فرمایا اے کچھ

نہ کہو یہ ہمارا آدمی ہے آپ نے فرمایا اس بد خبیث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو
خبیثہ کہا ہے اور قرآن محمد نے فرمایا در الخبیثات للخبیثین الخ۔ اگر بی بی رضی اللہ
عنہا کو ایسے مانا جائے۔

و نبی علیہ السلام پر صرف آتا ہے حالانکہ آپ طیب و طاہر
ہیں اس لیے بی بی بھی طیبہ و طاہرہ اور جملہ عیوب سے پاک اور متبرہ ہیں۔ لہذا
اسے غلام دیر کیا ہے۔ اس خبیث کی گردن اڑا دے (الان ایوں ص ۲۴)

مصلطہ کا کاش کبھی تعزیرات اسلامی کا اجرا ہو تب ہم دیکھیں کہ عائشہ اور ان کے
والد گرامی سیدنا صدیق اکبر و دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہ پر تبرائز میوالوں کی
سزا ان کے مناسب حال انہیں نصیب ہو۔ ہم فقیر تو قلم ہاتھ میں رکھتے ہیں اسی

نظام کے مطابق

لیے حسب استطاعت مخالفین کے اعتراضات کے جوابات لکھ دیئے ہیں۔

سُورَةُ : نزول آیات کے بعد مندرجہ ذیل افراد نے سزا پائی۔

- (۱) عبداللہ بن ابی بن سلول (۲) مسطح (۳) حمزہ بنت جحش (۴) عبید اللہ بن جحش اسے ابواحمد بھی کہا جاتا تھا۔ اور یہ نابینا تھا۔ اور چالاک ایسا کہ مکہ معظمہ کے کونے کونے میں اکیلا آتا جاتا تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ (۵) زید بن رفاعہ کذا فی مواہب الرحمن وغیرہ۔

(ف) حضرت حسان شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علماء نے شامل کیا ہے

لیکن بعض فضلاء نے انہیں بری قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی پاک دامن

بی بی اور پھر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب بیوی پر بہتان تراشی ناقابل معافی جرم ہے لیکن انسان خطا و گنہگار ہے مرکب ہے اسی لئے منافقین و دشمنان نبوت کے ساتھ بعض غلطی بھی اس غلطی کا شکار ہوئے۔ ان میں حضرت مسطح اور بی بی حمزہ بنت جحش رضی اللہ عنہما بھی ہیں اور وہ بھی صرف افک کے ناقل تھے قائل نہ تھے جیسا کہ ہم نے پہلے تفصیل سے لکھا ہے اکثر علماء نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بھی انہی ثقلین میں شامل کیا اس پر انہوں نے اپنے طور پر دلائل بھی دیئے ہیں لیکن بعض علماء نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس غلطی سے مبرا قرار دے کر مندرجہ ذیل دلائل قائم کیئے ہیں

(۱)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بیان فرمائے ہیں۔

- ۱- مہذبۃ قد طیب اللہ خیمہا
وطہرہا من کل سوء و باطل
فان كنت قد قلت الذی قد زعمتوا
فلا رفعت سوطی الی ایاملی
فکیف وودی ما حییت ونفرتی
لاکل رسول اللہ زیت المحافل

یہ اشعار روح البیان ص ۱۲۵ میں ہیں۔

(۱) ترجمہ ہر مہذب ہے اللہ سے ان کی ہر ادا کو پاک فرمایا ہے اور وہ ہر برائی و باطل سے منزہ۔

(۲) جو تمہارا گمان ہے اگر میں نے کہا تو اس معروض کے بعد میرے کڑا نہ اٹھائیے۔
(۳) یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں زندگی بھر آل رسول کی مدد و محافلی کی زینت رہا ہوں۔
اس سے قبل کے اشعار صاحب مواہب الرحمن نے لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

- (۱) حسان رزان ما تظن بریبة
وتصبح غرقی من لحوم الغواضل
حلیلة خیر الناس دنیا و منصبا
نبی البدی المکرمات القواضل
عقیلة حمی صن لوی بن غالب
کرام المساعی محبدا غیر زائل
اس کے آخر میں یہ شعر لکھا۔

(۲) ومہذبۃ وقد طیب اللہ خیمہا
وطہرہا من کل شین و باطل

وان كان ما بلفت عني قلته

فلا رفعت سوطي انما صلي

ترجمہ - عقیقہ کاملہ ہے جس کی نسبت کوئی ریب کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور وہ کسی غافل از بدی کی غیبت نہیں کرتی۔ چونکہ غیبت اس کا گوشت کھاتا ہے جس کی غیبت کرے تو کہا کہ ایسے گوشت سے وہ بھوکی رہتی ہے۔

(۲) پاک بی بی افضل التلق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو دین و منصب رسالت میں سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔

(۳) اولاً غالب کی عقیلہ عورت صاحب عزت پائدار ہے

(۴) ہر برائی و بدی پاک ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پاکیزہ و طاہرہ سے بیان کیا ہے

(۵) جو خبر میری طرف سے آپ کو پہنچی اگر میں نے کہی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اتنی

مہلت نہ دے کہ اپنا کو پار نہ لے سکوں

(ف) یعنی جو خبر میری طرف سے پہنچی میں نے اس کو ہرگز نہیں کہا ہے۔ کیوں کہ

میں تو ہمیشہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و نفرت پر زندہ ہوں

تو مدت کیوں کر کرتا۔ چنانچہ کہا۔

فكيف وودي ملحييت نصرقي

لا ل رسول الله زين السافل

لها رتبة عال على الناس فضلها

تقا صر عنها سورة التناول

ترجمہ - یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں تو زندگی بھر آل رسول کی مدد میں مخلوق کی

زینت بنارہا ہوں۔

۲۔ ان کا لوگوں پر بڑا رتبہ ہے۔ ان کی شان سے ہر بیان کوتاہ ہے۔

سوال: کسی شاعر نے یہ کہا۔

لقد ذاق حسان الذي كان امله

وعمنه اذ قال له جرو مسطح

جواب:

اس شعر میں حسان غلطی سے لایا گیا ہے بلکہ دراصل

عبد اللہ الذی الخ تھا۔

جواب: حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو صحاح کی روایات میں نہیں لیا گیا یاں درجہ

ہفتم کی روایات میں ان کا نام قاذقین میں شامل ہے اور وہ اس قدر قوت

نہیں رکھتی جو مقابلہ قطعی خبر صحیح ہو

جواب: ۳۔ بخاری کی دوسری روایات میں ہے کہ متولی کبیر منافق عبد اللہ بن ابی تھا

اور اس میں حسان و مسطح و حمہ کا ذکر نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اعتقاد یہ رکھنا ہے کہ محدود القذف و مرد اور ایک عورت تھی

تعیین یقین حسان و مسطح و حمہ نہیں چاہیے کیوں کہ ان کی صحابیت قطعی ہے

اور محدود القذف بھی روایات قطعی۔ اور قرآن مجید میں ہے۔

ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً

نیز ان حضرات کا منافقین کے ساتھ مل جانا بائینی تھا کہ وہ واقعہ انک کے

ناقل تھے۔ قائل نہ تھے۔ ان حدود کو مد نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ

”حب علی بغض معاویہ“ کا مصداق بننا پڑے گا۔

نعوذ باللہ من ذلک

۱۔ یعنی حدیث حسن ہے ۱۲۔ عے یعنی وہ روایات جو حضرت حسان

کے فضائل میں وارد ہیں۔

(۴) حافظ ابن عبد البر نے الاستیجاب میں لکھا کہ ایک قوم نے اس سے انکار کیا ہے کہ حسان بن ثابت نے انک میں خوض کیا ہو اور اس میں محدود ہوا ہو۔

(۵) جواب : مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے حسان کو بری قرار دیا تھا۔
(۶) جواب : ابی عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حسان کے شعر سے بہتر کوئی شعر نہیں سنا: وہ شعر حسان رضی اللہ عنہ یہ ہے۔

(۷) بحوث محمد افاضت عنہ

وعند الله في خالك الجزاء

(۸) فان ابی ووالدتی وعرضی

لعرض محمد منكم وقاء

(ترجمہ) تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بچو کی اس کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ لیکن میرے ماں باپ اور میری عزت محمد کی عزت پر قربان ہے۔

یہ شعر سفیان کہے۔ اب میں کہا تھا رواہ ابن جریر عن عامر الشعمی۔

یہ اشعار گواہ ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ثابت ان تراشوں میں شامل بھی نہیں ہوئے۔ سکن ہے ان کی خاموشی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جوش و خروش نہ دکھانے سے لگوں کو گمان ہوا ہو تو اس گمان کا ازالہ بھی مذکورہ بالا اشعار میں فرمایا ہے۔ اس کی مزید تفصیل تفسیر مواہب الرحمن پے تحت آیت ہذا میں دیکھئے۔

وآخرو عوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالى

على حبيبہ رحمة للعالمین وعلى آله واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین فقیر بے نواسکین قادری

ابوالحسن محمد فیض احمد سیاحی رضوی غفرلہ بہاول پور

(۱۰) روز جمعہ ۱۲۰۰ھ جمعہ (۱۰) پاکستان

فہرست مضامین غایۃ المامول فی علم الرسول

۳۷	و یكون الرسول (الایۃ) کی مزید تحقیق	۳	محمد و شاد و جنتانہ
۳۸	دست خط حضرت و ناظر	۴	مقدمہ کتاب پاکستان میں دو فرقے
۳۹	عقیدہ اسلام و محمد اللہ	۵	علامات و بابہ انہ احادیث
۴۰	باب دوم اعتراضات و دلیلیہ	۶	فتاویٰ شامی کا حوالہ کہ دہلی خارجی ہیں
۴۱	مخالفین کے اعتراضات کے جوابات	۷	کتاب التوحید و تقویۃ الایمان کا تعارف
۴۲	کلام صمد	۸	و بابی دومینہ ی فرقہ کی تحسنا عبارت
۴۳	آیۃ قل لا اقول لکم کے جوابات	۹	عرب و عجم کا فتویٰ کہ دو بندی و بابی کا فرقہ
۴۴	آیۃ قل لا یعلم من فی السموات	۱۰	دو بندی و بابی فرقہ کے اختلافی مسائل
۴۵	والا من الغیب الی اللہ کے جوابات	۱۱	غیب کا لغوی و عرفی معنی
۴۶	آیۃ ولو کنت احدا الغیب کے جوابات	۱۲	غیب کے معنی الی ایک عجیب تقریر
۴۷	آیۃ و عنہ کا مفاہیم الغیب کے جوابات	۱۳	عجیب کا علاقہ قرآن مجید میں
۴۸	آیۃ یوم یجمع اللہ الیہ کے جوابات	۱۴	علم غیب کی بحث کے قواعد
۴۹	آیۃ و ما ادری ما یفعل کے جوابات	۱۵	برہنی اثبات کا حسان بڑا نہیں
۵۰	آیۃ لا تعلمہم شیئ فاعلمہم	۱۶	لفظ غیب کا لغوی معنی عجیب ماننے والا
۵۱	کے جوابات	۱۷	نبوت کا معنی غیب جاننا اس کے حوالے
۵۲	آیۃ منہم من قصصنا الیہ کے جوابات	۱۸	سوال نبوت رفعت سے مشتق ہے اس کا جواب
۵۳	آیۃ و لیستون فی عن الخرح	۱۹	النبی علیہم السلام کا علم غیب دائمی ہو گا
۵۴	کے جوابات	۲۰	علم غیب خاصہ خدا ہے اس کا جواب
۵۵	آیۃ و ما علمنا الا الشعر کے جوابات	۲۱	باب اول آیات قرآن و علم غیب
۵۶	سوال نبی علیہ السلام سوائے عربی	۲۲	آیۃ و یكون الرسول کے تفسیری حوالے
۵۷	کے اور کوئی زبان نہ جانتے تھے اس کا جواب	۲۳	منافقوں نے علم غیب کا انکار کیا اور
۵۸	حضرت علیہ السلام کی کتابت کے نبی	۲۴	اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا
۵۹	صحابہ کو غیر ملک بھیج کر نہیں اس ملک	۲۵	آیۃ علمک ما لم تعلمہ رسول الجواب
۶۰	کی بولی غلط فرمادی	۲۶	منافقوں نے کہا حضرت علیہ السلام کی ادنیٰ تحم
۶۱	آج بھی ہر امتی کی بولی اس سے	۲۷	ہو گئی۔ علم ہوتا تو بتا دیتے اللہ
۶۲	بہتر طور پر جانتے ہیں۔	۲۸	تھانے ان کا رد فرمایا
۶۳	آپ دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں	۲۹	آیۃ و ما هو علی الغیب
۶۴	سورہ لقمان کی آیۃ ان اللہ عندہ	۳۰	مع تفاسیر
۶۵	علم الساعة کے جوابات	۳۱	آیۃ و هو یکن شیء علیہ مع تفاسیر
۶۶	آیت مذکورہ شان نزول	۳۲	تفسیر فلا ینظر علی غیبہ (پہلے)

۱۰۳	دہائی دیوبندی فرقہ کا عقیدہ	۷۵	علم قیامت کا انکار از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیدہ معتزلہ
۱۰۴	ہے کہ حضور علیہ السلام چالیس سال کی عمر کے بعد نبی بنے ہیں	۷۶	درایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی
۱۰۵	الہیت کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام اول المخلوق اور تمام مخلوق سے پہلے سے نبوت سے موصوف ہیں	۷۷	آیت میں نفس کی نفی ہے نہ کہ نبی خدا ولی سے
۱۰۶	دیوبندی مولوی نے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو دیوبند (مدرسہ) میں آئے جلنے کی وجہ سے آئی	۷۸	معتزلہ و دیوبندی دہائی ایک ہیں
۱۰۷	آیت غلغل ما لم تکن پڑھ کر	۷۹	منافکہ سنی پر معتزلہ (سوال) عقائد اللہ عنک الایکے جوابات
۱۰۸	نیز قرآن سے پہلے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنی علوم کے عالم تھے۔	۸۰	اجازت بخشی کا اذن تو عام تھا پھر عتبات کیوں
۱۰۹	علم اجمالی و علم تفصیلی کی تحقیق۔	۸۱	آیت مذکورہ کا شان نزول
۱۱۰	ولادت مبارکہ سے علوم کا استدلال	۸۲	عقائد اللہ عنک پیار کا کلمہ ہے۔
۱۱۱	باب سوم احادیث مبارکہ سے	۸۳	آیت ولا تقل علی احد کے سوالات کے جوابات
۱۱۲	علم غیب	۸۴	ترکات کے فضائل و فوائد
۱۱۳	حدیث ان اللہ دفع فی الدنيا کی تشریح از مشروح	۸۵	ترکات کے برکات کے دلائل
۱۱۴	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کلمہ ہے کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر چیز میں فی مہلک کرجب پندہ پر ہلا ہا ہے تو بھی اسپر سوال کا جواب	۸۶	فقہ ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ
۱۱۵	داؤد علیہ السلام کا معجزہ کہ ایک لمحہ میں زبور پڑھ لیتے تھے	۸۷	حضور علیہ السلام نے منافق کو قتل نہیں کیا
۱۱۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت کہ لمحہ میں تمام قرآن پڑھ لیتے	۸۸	منافقین سے حضور عظیم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا۔
۱۱۷	اسی طرح دوسرے اولیاء رضی اللہ عنہم کی کرامات	۸۹	صحابیوں والا عقیدہ نہ کہ وہابیوں والا
۱۱۸	منافقوں نے علم غیب کا انکار کیا تو حضور علیہ السلام نے انکار فرمایا	۹۰	آیت ولا تقولن لشیء الا کے جوابات
		۹۱	سوال :- جبریل علیہ السلام پہلی وحی لائے تو آپ کو علم نہ تھا اس کے جوابات
		۹۲	نبی علیہ السلام کی نبوت اس وقت تھی جب کہم علیہ السلام پیدا ہوئے
		۹۳	پیدا ہوئے گئے مولوی اشرف علی تھانوی کی گواہی
		۹۴	حضور علیہ السلام نے براہ راست اللہ عزوجل سے تعلیم پائی۔

۱۴۳	باب چہارم اقوال علماء اسلام	۱۴۳	روح محفوظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے آگے ایک نقطہ
۱۴۴	باب پنجم مذاہب صحابہ کرام	۱۴۴	روح محفوظ اولیاء اللہ کے سامنے
۱۴۵	عقیدہ مدنی اکبر رضی اللہ عنہ	۱۴۵	قلہ کا علم
۱۴۶	عقیدہ فاروقی عظیم رضی اللہ عنہ	۱۴۶	علوم القرآن اور نبی امیر اہل بیت
۱۴۷	عقیدہ عثمان رضی اللہ عنہ	۱۴۷	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۴۸	عقیدہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۱۴۸	حجی اسود کو علم غیب
۱۴۹	عقیدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۱۴۹	علم غیب کے اثبات میں عقل دکان
۱۵۰	عقیدہ حامی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۱۵۰	علم غیب دو قسم ہے
۱۵۱	عقیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۵۱	بہتر میں تقریر
۱۵۲	علم غیب و اختیار کا عقیدہ	۱۵۲	مخالفین کے ایک ابن تم کابیان
۱۵۳	علم غیب لکھا ہے رضی اللہ عنہم	۱۵۳	تقریر مذکور کی توثیق اند آیت
۱۵۴	مدنی اکبر کو علم غیب	۱۵۴	المیثاق
۱۵۵	فاروق اعظم کو علم غیب	۱۵۵	مشرع دیوبند اور ان کے بھائی
۱۵۶	عثمان و علی کو علم غیب	۱۵۶	فیصلہ
۱۵۷	عائشہ صدیقہ	۱۵۷	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر طنز کرنا حق الیقین
۱۵۸	امام حسن و دیگر ایک جوان کو علم غیب	۱۵۸	اور منافقین کا طریقہ ہے۔
۱۵۹	امام باقر و زید صحابی کو علم غیب	۱۵۹	غزوہ خندق اور منافقین کا طعنہ
۱۶۰	حارث الصمدی کو علم غیب	۱۶۰	ایمان الصلوات من فی کا عقیدہ
۱۶۱	باب ۱۱ علوم الاولیاء و کبابین	۱۶۱	علم غیب کے انکار پر ربانی حکم
۱۶۲	باب ۱۲ علوم الغیب لغز اللہ یعنی ظاہر و غیب	۱۶۲	علم غیب کا انکار وہابی اور دیوبندی کو
۱۶۳	ملک الموت کا علم و اختیار	۱۶۳	منافقین اور وہابی
۱۶۴	علوم الملائکہ و الحور العذرات	۱۶۴	اور دیوبندی
۱۶۵	بہشتی و دوزخی اور بہشتی و دوزخی کا علم	۱۶۵	باب ۱۳
۱۶۶	زمین کے چپے چپے کا علم	۱۶۶	اعتراضات از احادیث اور ان کے جوابات
۱۶۷	موزن کی اذان کے متعلق علم اور راستی کا علم	۱۶۷	بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا سوال و جواب
۱۶۸	روح و فہم کے علوم	۱۶۸	کا سوال و جواب

فہرست مضامین شرح حدیث افک

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تصنیف شرح حدیث افک	۳۸۵	۱۱	واقعہ ایلا بھی بی بی کی فضیلت	۳۸۹
۲	شعبت منظم بی بی عائشہ	۳۸۶	۱۲	بی بی کے فضائل از حضور	۳۸۲
۳	منقبت از امام احمد رضا رحمہ اللہ	۳۸۷	۱۳	سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے	۳۸۷
۴	پیش لفظ	۳۸۸			
۵	تعارف بی بی عائشہ	۳۸۹			
۶	حضور علیہ السلام سے عقد کی تاریخ	۳۹۰			
۷	وفات اور جنازہ	۳۹۱			
۸	بی بی عائشہ کے فضائل و مناقب	۳۹۲			
۹	افک کا واقعہ مختصراً	۳۹۳			
۱۰	واقعہ تحیم بھی فضیلت عائشہ کی	۳۹۴			
	دلیل ہے۔				
۱۱	واقعہ افک کنز دل دہی (قرآن)				
	سے پہلے منجانب انبیاء تھے				
۱۲	بی بی کے فضائل از حضور	۳۸۲			
	علیہ السلام				
۱۳	سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے				
	ہندو کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ				

۲۹۱	حدیث عائشہ مدینہ رضی اللہ عنہا	۳۲۲	سوال آپ نے خود فرمایا کہ میں نبیلہ
"	کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو	"	خلاف واقعہ کر دوں تو الخ اس
"	سہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ کو علم غیب	"	کے جوابات
"	وغیرہ اس کے جوابات	"	سوال حضور علیہ السلام نے خود فرمایا مجھے
"	بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا	"	خاتمہ کا علم نہیں اس کے جوابات
۲۹۸	علم ہوتا تو بت دیتے اس کے جوابات	۳۲۲	سوال حدیث تلیقہ اور انتم اعلم
"	سوال قیامت میں حضور علیہ السلام	"	باموردینا تم کے جوابات
"	ایک گروہ سے بیخبر ہونگے اسکے جوابات	"	سوال حضور علیہ السلام نے قسم
"	سوال حضور علیہ السلام امت کو وضو	"	کھائی کہ شہد نہ پیوں گا
"	کے آئندہ سے پہچانیں گے اسکے جوابات	"	اس کے جوابات
۲۵۰	باب ۱۰	۳۲۳	سوال حضور علیہ السلام کو علم غیب
"	اعتراضات از اقوال علم و فقہا	"	ہے تو پھر نہیں عالم الغیب
"	اور ان کے جوابات	"	کہنا کیوں منع ہے
۳۱۲	سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	
"	کہ جو نے کو بخن لگی ہوئی تھی آپ کو	"	
"	خبر نہ ہوئی اس کے جوابات	"	
۳۱۳	بیرہ ہونے کے شہد کا حضور علیہ السلام	"	
"	کو علم نہ تھا اس کے جوابات	"	
۲۲۱	سوال حضور علیہ السلام کو دیوار کے	"	
"	پیسچے کا علم نہ تھا اسکے جوابات	"	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱	کو کوئی علم غیب نہیں	۲۱	۲۰۱	زواج باری تعالیٰ کہ تم نے	۲۰۱
۲۲	اہل سنت کی طرف سے	۲۹۸	۲۰۲	واقعہ سے پہلے برأت کا اعلان	۲۰۲
	دلائل ماعلمت علی			کیوں نہ کیا؟	
	أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا (بخاری)		۲۰۵	آیات زواج سے تشریح	۲۰۵
۲۳	(دلیل) مَا رَفَعَتْ إِمْرَأَتُ	۳۹۹	۲۰۳	صحابہ کرام کے بیانات کہ	۲۱۱
	بِئْسَ قَاطِرٌ (الخ)			بی بی عائشہ یا کدمن اور	
۲۴	اصول حدیث کا ایک قاعدہ	۳۹۹		واقعہ ہذا میں پاک وصف	
۲۵	عقلی دلیل بر دعویٰ اہلسنت	۲۹۹		ہیں	
۲۶	یہ علم لازم نبوت ہے کہ		۳۴	ابو ایوب انصاری و ام ایوب	۲۱۱
	نبی علیہ السلام کی ہر چیز			کا بہترین بیان برائے حق	
	کا زنا سے پاک ہونا ضروری		۲۰۵	ابی ابن کعب کا بیان اور	۲۱۲
	ہے			ابن زید کا بی بی کی صفائی	
۲۷	امام فخر الدین نے فرمایا	۲۰۰		پر استدلال از قرآن	
۲۸	قاعدہ بی بی کی برأت کی	۲۰۰	۲۱۳	بی بی زینب کی عجیب	۲۱۳
	دلیل			گواہی	
۲۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی		۲۱۴	مرفاروق صنی اللہ عنہ نے	۲۱۴
	دل شگستگی اور ملال کا جواب			بہترین دلائل دیئے کہ بی بی	
	از رازی			کا کوئی قصور نہیں	
۳۰	قاعدہ از امام فخر الدین	۲۰۱	۳۸	حضرت عثمان نے کہا جب	۲۱۴
	رازی			اللہ تعالیٰ کو آپ کا سایہ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰	گوارا نہ ہوا		۲۱۶	۲۰۶	صحابہ کے عقائد و بارہ بی بی
۲۹	حضرت علی نے کہا جب	۲۱۵		۲۰۷	حضور نے سنے اور خوش ہوئے
	آپ کے پاؤں کے لئے			۲۰۸	صحابہ کرام نے واقعہ کے لئے
	ایسا جو تار گوارا نہ کیا جس پر			۲۰۹	صفائی پر جھگڑا وہ ہماری
	نجاست لگی ہو				دلیل ہے۔
۳۰	یہی حضرت علی کو بی بی عائشہ	۲۱۶	۲۰۸	۲۰۸	حضور علیہ السلام حقیقت
	کے ساتھ بغض تھا یا بی بی				سے باخبر تھے
	کو حضرت علی کے ساتھ		۲۰۹	۲۰۹	بی بی عائشہ اور حضرت
	دشمنی اس کی تفصیل اور				صفوان کا داخلہ مدینہ میں
	جوابات				کس طرح ہوا۔
۴۱	نفس جو تے کے متعلق	۲۱۶	۵۰	۵۰	بدگمانی گناہ اور رسول اللہ
	وہابیہ کا سوال اور جواب				صلی اللہ علیہ وسلم بدگمانی کرنے
۴۲	جو تہا پہن کر نماز پڑھنے کی				سے معصوم ہیں۔
	رسول اور اس کا جواب		۵۱	۵۱	حضور علیہ السلام ہر ایک
۴۳	بی بی بریرہ کی گواہی اس پر	۲۱۹			کے باطن کو جھلستے ہیں۔
	اعتراض اور جواب		۵۲	۵۲	امام فخر الدین رازی کا استدلال
۴۴	بی بی بریرہ کی عجیب گواہی		۵۳	۵۳	صفوان بن مہشل نامزد تھے
	اور صفائی کی اعلیٰ تقریر		۵۴	۵۴	رئیس المناقین کے غلط
۴۵	صحابہ کا عقیدہ تھا کہ بی بی	۲۲۰			رویے سے استدلال
	بالکل پاک صاف ہے		۵۵	۵۵	پرانا قاعدہ اور دلیل نئی

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۶	فطرت انسانی سے دلیل	۲۲۹	۶۸	تہمت کا موازنہ	
۵۷	حوالہ فیصل کن از امام سیوطی		۶۸	اگر حضور کو علم تھا تو آپ	۲۲۸
۵۸	علم کے باوجود عالمی کا انہار	۲۳۰		مغموم کیوں ہے۔	
۵۹	منافقین کی چال غلط	۲۳۰	۶۹	سوال مذکور کے چار جوابات	۲۲۸
۶۰	بار کا واقعہ جس سے حضور علیہ	۲۳۱		اس پر درس آیات سے استدلال	
	السلام کو بے خبر ثابت کیا		۷۰	مغموم ہونا علم کی دلیل ہے	
	جاتا ہے۔		۷۱	حضرت یعقوب علیہ السلام	۲۳۲
۶۱	حاجی امجد اللہ رحمہ اللہ کی تقریر	۲۳۱		کو علم تھا کہ یوسف زندہ	
	کہ حضور علیہ السلام واقعہ انک			اوپر کیا ہے لیکن مغموم رہے	
	سے بے خبر نہ تھے۔			حوالہ جات از تفاسیر	
۶۲	وہابی دیوبندی رزائیوں سے	۲۳۲	۷۲	بی بی ام موسیٰ علیہ السلام علم	۲۳۲
	بھی برے ہیں۔			کے باوجود مغموم رہیں۔	
۶۳	دیوبندی، وہابی، سوروی علماء	۲۳۲	۷۳	غزوہ بدر میں قرآن امام حسین	۲۳۳
	کی عدالت میں			کی شہادت کے علم کے باوجود	
۶۴	اگر حضور کو علم ہوتا تو بی بی کو	۲۳۴		مغموم ہے۔	
	اکیلا کیوں چٹو کر چلے گئے اور		۷۴	روح المسانی نے تقریر کی	۲۳۵
	اس کا جواب۔			کہ مغموم ہونا لاعلمی کی وجہ سے	
۶۵	تنگ الغرائق سے ہمارا استدلال	۲۳۳		ہو تھا۔	
۶۶	حضور علیہ السلام کا بی بی کو	۲۳۶	۷۵	حضور کو اگر علم تھا تو میری بی بی	۲۳۶
	اکیلا چھوڑنے کی حکمتیں			عائشہ سے بے لطفی کیوں	
۶۷	بی بی مریم اور بی بی عائشہ کی	۲۳۷			

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	سوال مذکور کے چار جوابات	۲۳۶		کیوں کہتے کہ حضور علیہ السلام	
۷۶	اگر علم تھا تو پھر تفتیش حال	۲۳۶		کے لئے علوم خمس ماننے والا	
	کیوں اور اس کا محققانہ جواب	۲۵۱		جھوٹا ہے اسکے محققانہ جوابات	
۷۷	ایک انوکھا سوال اور اس کا عجیب	۲۵۱	۸۵	علوم خمس پر علماء کی تقریرات	۲۵۹
	جواب		۸۶	علم غیب رسول کے لئے قرآنی	
	بی بی کو یقین تھا کہ حضور علیہ السلام	۱۱		دلائل	
	ان کے حالات سے بے خبر ہیں اس		۸۷	علوم خمس پر علماء کے زیر انکشافات	
۷۹	بہتان و دامیہ کا بہترین جواب		۸۸	حضور علیہ السلام کو قیام میت کا علم	۲۶۰
۸۰	اگر حضور علیہ السلام کو علم تھا تو	۲۵۳	۸۹	حضور علیہ السلام کو بارش کبہ سننے	۲۶۲
	ایک ماہ تک چھان بین کیوں کی؟			کا علم تھا	
۸۱	یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے	۲۵۴	۹۰	اولیاء کو بارش کبہ سننے کا علم تھا	
	مستطیع جیل میں رہ کر چھان بین		۹۱	حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ	
	کی تو وہاں لاعلمی نہ تھی بلکہ بھی			کسی کے پیٹ میں بچہ ہے یا	
۸۲	حضور کو علم تھا تو پھر بی بی کی	۲۵۴	۹۲	اولیاء کو علم مافی الارحام	۲۶۵
	برأت کا علم کیونکہ کیا؟ اسکے تین جواب		۹۳	علامہ ابن حجر شمس بخاری کے	۲۶۵
۸۳	اگر حضور علیہ السلام کو علم	۲۵۷	۹۴	پیر و مرشد کا علم مافی الارحام	
	تھا تو بی بی کو توہم کی تلقین		۹۵	حضور کو علم مافی الغد	۲۶۶
	کیوں کی؟ اس کے محققانہ		۹۶	بدر کے دن بتا دیا کہ کون	
	جوابات			کہاں سے گا؟	
۸۴	اگر حضور علیہ السلام کو علم		۹۷	غیر کے دن بتا دیا کہ کل	۲۶۷
	غیب تھا تو بی بی عائشہ				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۵	عائشہ نے رسول اللہ کے نافرمانی کی اس کا جواب چند بیہانات اور ان کے جوابات	۲۹۸	۱۰۲ خنین کی جنگ کی غنیمت کی خبر
		۲۹۹	۱۰۳ علوم خمس کے متعلق اویسی کی تیغ
			۱۰۴ بی بی عائشہ کا ہارگم ہو گیا حضور کو علم ہوتا تو بتا دیتے اس کے جوابات
		۳۰۲	۱۰۶ بی بی عائشہ پر شیعہ کے لڑائفت اور اس کے جوابات
		۳۰۴	۱۰۷ بی بی پردہ کی پیروانہ کر کے جنگ جہل میں کیوں لگی؟ اس کے جوابات
		۳۰۴	۱۰۸ بی بی نے عثمان کو قتل کرایا تو علی کی بھی دشمن تھیں اس کے جوابات
		۳۰۴	۱۰۹ بی بی کو بتایا گیا کہ آپ کو کتے مجھونک سے میں اسی جنگ سے آپ کو حضور نے روکا آپ نہ جائیں اس کا مفصل جواب
			۱۱۰ عائشہ کے شکر نے بیت اللہ کو تباہ کیا۔

قصا نیف اویسی

شرح
حدیث افک
علم المناظرہ
تبیینی
جماعت
کے کارنامے
دریوبندی و بابائی ہیں
دریوبندی بریلوی فرق

ہر قبر میں
حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
اذان بر
قبر
نور و بشر
نشان کی
نشان
مدحت رسول
شفقت مصطفیٰ

کفنی لکھنا
ذکر رسول
روید المناظرہ
فغانل نعلین مصطفیٰ
تبیینی جماعت کا شناختی
کارڈ
شان رسول

شائع کردہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ مہاول پور

شائقین طلبہ کیلئے خوشخبری

مرکزی دارالعلوم جامعہ اولیسیہ رضویہ بہاول پور
میں شعبہ حفظ قرآن، شعبہ تجوید و قرات، شعبہ دس نظامی، شعبہ حدیث شریف
میں داخلہ شروع ہیں۔ بیرونی طلباء کے لئے رہائش و خور و نوش کا معقول انتظام ہے
قابل ترین اساتذہ بڑی محنت و لگن سے طلباء کو تعلیم دیتے ہیں۔ دورہ حدیث
شریف حسب سابق معسر قرآن استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ
محمد نعیم احمد صاحب اُلوسی دامت برکاتہم العالیہ خود پڑھائیں گے اور علم میراث
مبھی حضرت قبلہ بسوف پڑھائیں گے۔ تکمیل دس نظامی کے ساتھ فاضل عربی
کورس مکمل طور پڑھایا جاتا ہے اور مذکورہ بالا کورسز کے امتحانات بھی دلائے جاتے
ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم کے علاوہ بچوں کو اردو کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ طلبہ کو علمی تربیت
کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے تاکہ طلبہ خود بھی سنت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال و محرک نمونہ ہوں اور دوسروں کو بھی محبت و عظمت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے سکیں۔

دارالعلوم بنیہ سے فارغ ہونے والے طلبہ انشاء اللہ العزیز عربی، فارسی، اردو و انگریزی
میں باہر ہوں گے تاکہ باطل قوتوں کو اچھے طریقے سے جواب دے سکیں۔ نمایاں
پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں۔ نئے سال کا
آغاز پندرہ شوال سے سہ ماہیہ۔ خواہش مند طلبہ اپنے داخلہ جلد معجزات

ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم جامعہ اولیسیہ رضویہ بہاول پور

مفتی حیات
حضرت علامہ محمد فیض احمدی فرمائی ہوئی تصانیف

معراج مصطفیٰ	ناسخ محبوب مدینہ	شہادتِ مسلمانانِ احمد
تفسیر اوسی	ذکر اوسیس	ذکر سیرانی
انگوٹھے چھپنے کا ثبوت	عافرونا کا ثبوت	نماز عشاء کا ثبوت
اذانِ برسر	کفنی لکھا	دہاں دیوبندی کی نشان
تبیینِ حجاب کے لازمی	تیس فیصد کاشتچی کا رد	دیوبندی بربری فرق
ہویا کا بیڑا	خطبہ اوسیہ	شیعہ کا مکتبہ
آئینہ شیعہ نما	شرح حدائقِ بخشش	شرح حدیثِ ہولاک
نذر لے کر یا رسول اللہ	نہیں ہمارے فضائل	حجتِ رسولِ بُت

مکتبہ اوسیہ ضلع سیالکوٹی روڈ بہاولپور